188753

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188753
UNIVERSAL LIBRARY

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سرگذشتِ ہاجرہ

دلچسپ اور سبق آموز قصوں کے پیرایہ میں

تصنیف

محترمہ صغرا ہمایون مرزا صاحبہ متخلص حیا ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن)

بار اول ۱۹۲۶ء

بار ششم (۱۰۰۰) ۱۹۴۰ء

قیمت ۱۰/

۱۳۵۲۰

Checked 1965

تصنیفات عالیجناب سید ہمایون مرزا صاحب علیہ الرحمت

میری کہانی میری زبانی

مجلد باتصویر۔ اسمیں مرحوم کی تصویر اور صغرا ہمایون مرزا صاحبہ کی تصویر مقبرے وغیرہ کی تصویریں ہیں۔ مجلد چار سو صفحہ۔ نہایت اچھی لکھائی چھپائی قیمت سے

آثار صنادید دکن جسمیں حیدرآباد کے تاریخی مقامات کے حالات درج ہیں۔
قیمت……عہ

کرشمۂ تقدیر دلچسپ ناول ہے۔ قیمت……عہ

ابن رشید قیمت……۸ر

گلشن ترنم اسمیں غزلیں اور ٹھمریاں ہیں۔ قیمت……۸ر

چمنستان فصاحت یہ مرحوم کا دیوان ہے نہایت پاکیزہ کلام ہے قیمت ۱

شاہراہ نجات یہ کتاب پڑھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کس طرح نجات آخرت مل سکتی ہے۔ قیمت……عہ

تصنیفات صغرا ہمایون مرزا صاحبہ

سفرنامہ یورپ سے — روزنامہ دہلی وبھوپال — سیر بہار و بنگالہ ۸ر

سفر پونہ والٹر وغیرہ — مقالات صغرا عہ — رہبر کشمیر عہ

سفرنامہ عراق عرب ۸ر — سفینہ نجات عہ — مجموعہ نصائح عہ

ملنے کا پتہ ہے صغرا منزل ہمایون نگر حیدرآباد دکن

معنون

میں اس تصنیف ناچیز کو اپنی والدہ محترمہ مرحومہ حضرت مریم بیگم صاحبہ بنت حضرت کپتان سید علی رضا صاحب اعلی اللہ مقامہ سابق کمانڈنگ افسر ڈی لانسرس وزوجہ حضرت ڈاکٹر صفدر علی مرزا صاحب مرحوم سابق سرجن کپتان افواج باقاعدہ سرکار عالی کے اسم گرامی کے ساتھ اس لئے معنون کرتی ہوں اور مرحومہ کی یاد تازہ رکھنے کے لئے شائع کرتی ہوں کہ حضرت والدہ مرحومہ علاوہ ایک فاضلہ وزاہدہ ہونے کے تعلیمی مسائل واشاعت تعلیم نسواں کے معاملہ میں بڑی گہری دلچسپی عملاً لیتی تھیں اور کوشاں رہتی تھیں کہ لڑکیاں آیندہ جو مائیں بننے والی ہیں علم وہنر کے زیورات سے آراستہ دکھائی دیں اور مرحومہ کی کوشش صرف ان کی اولادوں تک محدود نہ تھی۔ بلکہ عزیزو اقربائی اولادوں کے حق میں یکساں تھی حضرت مرحومہ کی طبعی نیکیاں اور فیاضیاں اس درجہ تھیں کہ زندگی میں بھی لوگ ان کے ثنا خوان تھے اور بعد رحلت ان کی یاد میں آنسو بہاتے ہیں۔ وہ ایک فرشتہ خصائل اور مجسم خیر سیدانی تھیں۔ مجھے امید ہے کہ حضرت مرحومہ کے تصرفات روحانی کی بدولت یہ ناچیز تصنیف مقبول خاص و عام ہوکر ہماری قوم کی لڑکیوں کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

صغرا بیگم

اہلیہ مسٹر ہمایوں مرزا بیرسٹر

دیباچہ

سرگزشت ہاجرہ میں جو قصے لکھے گئے ہیں۔ ان میں ایک دو قصے بالکل صحیح ہیں۔ دنیا میں اس طرح کے واقعات اکثر پیش آیا کرتے ہیں۔ میں نے اس لئے قلم بند کیا ہے کہ پڑھنے والی لڑکیوں اور بی بیوں کو کچھ سبق ملے۔ میں نے عورت ہی کی زبانی عورت کو نصیحت کر کے دکھا دیا ہے کہ نیک عورت بُری صحبت و تربیت سے بُری ہو جاتی ہے۔ اگر اس کو کوئی رہبر ملے تو نیک بن جاتی ہے۔ نصیحت جو محبت سے کی جاتی ہے وہ دل پر ضرور اثر کرتی ہے۔ بہت سی لڑکیاں ایسی ضدی ہوتی ہیں کہ اگر ان کو کسی کام کے لئے سختی سے روکا جائے تو ہرگز نہیں مانتیں۔ اگر نرمی سے کہا جائے تو سُن لیا کرتی ہیں۔ اسی لئے میں نے مسز عون کا قصہ لکھا ہے۔

سرگزشت ہاجرہ سلسلہ وار النساء میں درج ہوتی رہی۔ اکثر بی بیوں کا تقاضہ تھا کہ میں اسکو کتاب کی شکل میں چھاپ دوں۔ لوگوں کی فرمائش پر یہ کتاب چھپی ہے خدا کرے کہ مقبول ہو۔

صغرا ہمایوں مرزا
ہمایوں نگر۔ صغرا منزل
حیدرآباد دکن

ہاجرہ کی سرگذشت

پہلا باب

ہاجرہ ۔ مسز عون سے آپ سارا سے سبق لیں وہ عالم ہیں۔ ان کے آگے بڑے بڑے مرد عالم و فاضل گرد ہیں۔ ان کی صحبت سبق آموز ہے۔ ان کے مشورہ سے فائدہ اُٹھایئے۔

سارا ۔ بی بی ۔ اس میں عالم و فاضل کی ضرورت نہیں اصل جو پوچھو تو صرف تعلیم ہی کسی کے لئے سود مند نہیں جب تک کہ عمل نہ ہو اور بڑی چیز تربیت اور اچھی اٹھان اور عقل سلیم ہے۔ بچپنے سے اچھی صحبت کا ملنا بھی بڑی نعمت ہے۔ آج کل جدھر دیکھو تعلیم کی چیخ پکار ہے۔ تربیت کی جانب کسی کا خیال نہیں۔ ماں اگر تعلیم یافتہ ہو بھی تو بچوں پر جو اشخاص ملازم رکھے جاتے ہیں ان کے اخلاق و اوضاع و اطوار درست نہیں ہوتے۔ اور آداب مجلس سے بے بہرہ ہوتے ہیں تو بچوں کی اُٹھان کا خدا ہی حافظ ہے۔ صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ گنوار ماماؤں کے بچوں کے ساتھ کھیل کر بھی بچوں کی خصلت و زبان وغیرہ بگڑ جاتی ہے۔ گو تمہیں بھی جیسی چاہیے ویسی تعلیم نہیں ملی مگر تمہاری لائق والدہ مرحومہ نے تعلیم بھی دی اور تمہاری تربیت کا بھی خدا ان پر رحمت کرے ان کو بہت خیال رہتا تھا اپنے پاس سے دم بھر کے لئے تم کو جدا نہیں کرتی تھیں یہ تمہاری فطرت کا میلان تھا۔ کہ کہیں رذیل چھوکریوں کے ساتھ تم کو کھیلتے میں نے نہیں دیکھا ذہانت و ذکاء تو قدرتی تم میں تھی۔ اس پر اچھی صحبت و تربیت نے چار چاند تم میں لگا دیئے۔

سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔

مسز عون - تم نے ان کی والدہ کو شاید نہیں دیکھا تھا عجیب منتخب فرد تھیں۔ فارسی تو فارسی عربی میں بھی ان کو دستگاہ تھی۔ خیالات ان کے ایسے پاکیزہ تھے کہ بہت سے لائق مردوں کو بھی ایسا عالی خیال نہیں پایا افسوس کہ بہت جلد دنیا سے رحلت کر گئیں۔

مسز عون - میری پیاری ہاجرہ برائے خدا تم اپنی سرگذشت اوّل سے آخر تک بیان کرو ہمارا تمہارا میل جول ایک مدت کا ہے۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ تم میری فرمائش ضرور پوری کرو گی۔

ہاجرہ - میری سرگذشت آپ سُننا چاہتی ہیں تو بسم اللہ مجھے اپنی رام کہانی عرض کرنے میں کیا عذر ہے

خیال خاطر احباب چاہئے ہر دم انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

سُنئے کہتی ہوں۔ یوں تو بچپنے میں میری نسبتیں بہت جگہ سے آئیں مگر جوں جوں میں بڑی ہوتی گئی نسبتوں کی بھرمار شروع ہوئی۔ صرف حیدرآباد ہی کے مختلف گھرانوں سے میری بات نہیں آئی۔ بلکہ دور دور شہروں سے، بمبئی پونہ۔ مدراس۔ لکھنؤ۔ بلگرام وغیرہ کے بڑے بڑے عالی خاندان دولتمند گھرانوں سے پیام آئے اور اس پر ان لوگوں کا عجز و انکسار اور اظہار تمنا آرزو۔ اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ میں کیا کہوں۔ مگر میرے والدین کا دل کہیں بھی نہ رُکا۔ ایک بات بھی ان کی نظروں میں نہ جچی ہر جگہ کچھ نہ کچھ فی نکالی۔ جس کی وجہ سے بیٹھے بٹھائے مُفت میں کئی گھرانوں سے بدمزگی مول لینی پڑی۔ جب نواب صاحب کی نسبت آئی تو میرے والدین نے بہت کچھ کوشش ٹالنے کی کی۔ نہ اس وجہ سے کہ ان کے خاندان میں کوئی نقص تھا۔ یا ان کی تعلیم میں کمی تھی۔ بلکہ میرے والدین کو

معلوم ہوگیا تھا۔ کہ ان کی اخلاقی حالت درست نہیں ہے لیکن چونکہ یہ نسبت
میرے والد کے عزیز دوستوں کے ذریعہ سے آئی تھی جنھوں نے ان کو بے حد
مجبور کیا۔ اور ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا کہ کسی نہ کسی طرح میرے والد منظور کرلیں
ایکسال تک گفتگو ہوتی رہی۔ اور اس اثنا ریں میں نہیں بیان کرسکتی کہ کتنی اور
نسبتیں آئیں۔ مگر اصل یہ ہے کہ قسمت کا لکھا ٹل نہیں سکتا تعدیری امور ہو کر رہتے
ہیں۔ آخر یہی نسبت پکی ہوگئی۔ میری شادی کے کچھ دنوں پہلے سے میرے والد ایک
کمرے میں تنہا مجھے لے کر کھانا کھایا کرتے اور اسوقت نصیحت کیا کرتے اور جبکہ وہ
نصیحت کرتے تھے تو اُن کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کرتے تھے گو وہ کثیر الا ولاد تھے،
مگر مجھے سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، اگر میں اُن کی نصیحتوں کو آب زر سے لکھتی تو بجا تھا
مگر یہ ضرور ہے کہ میں نے ان بیش بہا نصیحتوں کو اپنے دماغ میں محفوظ رکھا اور۔
حتی الوسع ان پر عمل کیا یوں تو بہت سی نصیحتیں مجھکو کیں۔ لیکن ان میں سے
چند باتیں میرے دل پر نقش کالحجر ہیں۔ وہ آپ کے سامنے دہراتی ہوں۔ والد مرحوم
نے مجھ سے فرمایا "تمہیں معلوم نہیں کہ تمہاری کتنی نسبتیں آئیں اور میں نے کسقدر
چھان بین کی اور کتنوں سے میں نے تمہاری خاطر دشمنی مول لی۔ گویا یہ نسبت
بھی میری خاطر خواہ نہیں ہے۔ مگر میری عمر چونکہ زیادہ ہوگئی ہے۔ اور زندگی
کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے میں نے ہاں کرلی۔ میں نے اپنے خیال میں تمہارے
لئے ایک الماس چنا ہے۔ اگر تم اس کی نگہداشت کروگی تو اس پر جلا آئے گی۔
اور وہ زیادہ چمکیگا۔ اور اگر اپنی بے پروائی سے اُسے یوں ہی چھوڑ دوگی تو اس پر
گرد و غبار جمکر ایک شیشہ کے ٹکڑے کی طرح ہوجائے گا۔ تم کو چاہئے کہ تم اپنے شوہر کی
اطاعت کرو۔ اور ہر طرح سے انکی خوشی کا خیال رکھو۔ جہاں تک ہوسکے دلجوئی کرو۔
جب تم ان کو خوش رکھوگی تو وہ بھی تمہاری دلداری کریں گے اور تمہارے آرام دہ

خوشی کا خیال رکھیں گے۔ روزانہ کم سے کم ایک وقت باورچی خانہ میں جا کر دیکھ لیا کرو۔ گو تمہارے ہاں اچھا باورچی یا باورچن ہو اور متعدد نوکر بھی ہوں۔ مگر اپنے شوہر کا کھانے کا خیال تم کو خود رکھنا چاہئے۔ اگرچہ حیدرآباد کا یہ دستور نہیں۔ کہ امیرزادیاں باورچی خانہ میں جائیں لیکن تمہاری والدہ نے تمہیں پکانا ریندھنا بھی بخوبی سکھایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ تم اسی روش پر چلو گی۔ تم اپنے آپ کو امیر گھر لنے کی لڑکی اور امیر کی بیوی سمجھ کر بھول نہ جانا اور نہ اپنی دولت و ثروت کا گھمنڈ کرنا بلکہ ہر کس و ناکس سے نہایت انکساری و محبت و خلوص سے ملنا آداب مجلس و آداب سوسائٹی مشرقی و مغربی دونوں طریقوں سے تمہاری ماں نے تم کو ماہر کرا دیا ہے تم ہمیشہ اپنی ماں کے ساتھ بڑے بڑے جلسوں اور سوسائٹیوں میں شریک رہا کیں۔ تم نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے اعلیٰ یورپین عہدہ داروں کی مستورات اور پارسیں کس خلق اور کشادہ پیشانی سے ملتی جلتی اور مہمانداری کرتی ہیں۔ وائسرائے اور گورنروں اور دوسرے معزز انگریزوں کی بیویوں سے تم کو ملنے کا اتفاق بارہا ہوا تم نے دیکھا ہو گا کہ وہ کس خلق و مساوات سے پیش آتی ہیں۔

اس کا خیال ہمیشہ رکھو جس کی جو بات اچھی دیکھو خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا انسان ہو اس کو پلے باندھو۔

متاع نیک ہر دکاں کہ باشد۔ اگر مجھ میں بھی کوئی عیب دیکھو تو اس خیال سے کہ میرے باپ نے یہ کام کیا ہے۔ ضرور اچھا ہو گا۔ مت اختیار کرو۔

جب تمہارا شوہر گھر میں آئے چاہے تم کو کسی طرح کا رنج یا فکر ہو ہرگز ظاہر نہ ہونے دو بلکہ نہایت خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کرو۔ ہر دو باہر سے کبھی خوش۔ کبھی متفکر آتا ہے۔ کبھی تھکا ماندہ آتا ہے۔ کیونکہ مردوں کو مختلف طرح کے مشاغل اور کاموں سے سامنا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے متفکر کبھی متردد کبھی

آزردہ ہو جاتا ہے۔ محنت سے تھک جاتا ہے ایسی حالت میں وہ گھر میں آئے۔ اور بیوی کا بھی مُنہ بنا ہوا یا فکرمند پایا تو اس کی تکلیف دوبالا ہو جائے گی۔ چاہے آپ میں تم دونوں ایک دوسرے کو کتنا بھی چاہو۔ مگر جب ظاہر میں تم ہر وقت تیوری میں بل ڈالے ناک بھوں چڑھائے رہو گی تو شوہر کا دِل چند روزوں میں تمہاری طرف سے پھٹ جائیگا اور رفتہ رفتہ محبت کی جگہ نفرت پیدا ہو جائے گی جب شوہر گھر میں آئے تو خانہ داری کے سب کاموں کو چھوڑ کر ہمہ تن اس کی طرف مخاطب ہو جاؤ اور اس کی دلبستگی کا سامان مہیا کرو جو اس کے مذاق کے موافق ہو اگر اس کو پڑھنے لکھنے کا شوق ہے تو کوئی کتاب اس کو پڑھکر سناؤ یا کوئی مضمون لکھ کر اس سے مشورہ لو۔ اگر موسیقی کا شوق ہے تو ہارمنیم بجا کر اور گا کر اس کا جی بہلاؤ۔ اگر تم ایسا نہ کرو گی اور وہ اپنے مذاق کے موافق دلبستگی و تفریح کا سامان اپنے گھر میں نہ پائے گا۔ تو زیادہ باہر رہیگا اور ممکن ہے کہ بُری صحبت میں پھنس جائے اور تمہاری پرواہ نہ کرے تم اپنے شوہر کو گھر میں چھوڑ کر زیادہ عرصہ تک اپنے میکے میں نہ رہنا۔ البتہ دو چار دن کا مضائقہ نہیں۔ اگر کہیں اور جانا ہو تو بدوں اپنے شوہر کی مرضی اور اجازت کے گھر سے باہر قدم نہ نکالو۔

اس کا خیال بھی ہمیشہ رکھنا کہ تمہاری ذات سے ہمیشہ نیکی ہو۔ اور دوسروں کو فیض پہنچے تمہارے پیسہ سے تمہارے ہاتھ سے تمہارے قلم سے تمہاری زبان سے خدا نیکی کے کام کرائے۔ جب تم رات کو آرام کرنے جاؤ تو دل میں خیال کرو کہ کونسا کام دِن بھر میں تم سے نیکی کا ہوا۔ نیک کام سے میری مراد نفس نماز روزہ و قرآن خوانی نہیں ہے۔ یہ تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور عام طور سے سبھی کرتے ہیں۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ علاوہ فرائض مذہبی کی ادائی کے جہاں تک ممکن ہو رفاہ عام کے کام کرو مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچاؤ۔ کسی بے روزگار کو روزگار سے لگاؤ۔ کوئی بیمار ہو اور کوئی اس کا خبرگیراں نہ ہو تو اس کی خبر لو۔ تیمارداری کرو۔ کوئی مصیبت میں ہو تو اسکی

مصیبت دور کرنے کی کوشش کرو۔ اپنے ملک اور قوم سے محبت رکھو۔

مجھے خدا سے اُمید ہے کہ میری نصیحتوں پر تم عمل کرو گی، استقلال ہمت اخلاقی صداقت راست گوئی وراستبازی، دیانت داری جوش مذہبی وقومی کو اپنا نصب العین بناؤ گی، اپنے عزیزوں سے ہمیشہ نیک سلوک رکھو گی۔ یہ تم کو معلوم ہے کہ کسی کے عزیز کسی سے خوش نہیں رہتے چنانچہ شہنشاہ بابر نے جب اپنا وطن یار قند وکاشغر وغیرہ چھوڑا تو وہ بھی کہا کرتا تھا کہ مجھے عزیزوں اور یگانوں کے دکھ دینے سے وطن جیسی پیاری چیزیں نے چھوڑی تھی کہ رسول خدا نے اپنا وطن مکہ معظمہ اپنے عزیزوں کے دکھ دینے سے چھوڑ کر ہجرت مدینہ طیبہ میں فرمائی تھی۔ عزیزوں کو ہمیشہ حسد ورشک کی آگ لگی رہتی ہے۔ جب کنبہ وقبیلہ والے کسی اہل قبیلہ کو غربت ومصیبت میں دیکھتے ہیں تو اس کی مدد نہیں کرتے بلکہ اس کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اور جب کسی کو خوش وخرم ودولتمند واقبالمند دیکھتے ہیں۔ مارے رشک کے جل جل مرتے ہیں۔ تم اپنے خویش واقارب سے کبھی بھلائی کی توقع نہ رکھنا۔ البتہ تم سے جہاں تک ہوسکے بلا خیال بدل ان کی مدد کرنا خواہ وہ تمہارے ساتھ بُرائی ہی کیوں نہ کریں۔ تم اپنی ماں کی نظیر ہمیشہ پیش نظر رکھنا اُنکی سخاوت ان کی قبیلہ پروری کے ان کے دشمن بھی قائل ہیں، شادی کے وقت تمہاری والدہ کی عمر صرف تیرہ سال کی تھی۔ میری بڑی لڑکی کی عمر سے بھی کم تھی مگر اپنی خداداد لیاقت قابلیت وصلاحیت کی وجہ سے انتظام خانہ داری کو بھی سُدھارا مجھے ہر طرح کی راحت دی خویش واقارب کو بھی خوش رکھا ابتدا میں اکثر لوگوں نے دنیا بھر کی تکلیفیں دیں۔ طرح طرح کی مصیبت ان کی جان پر ڈالی۔ ہر طرح کے ستم ڈھائے مگر تمہاری ماں کی تیوری پر کبھی بل تک بھی نہ آیا۔ اور نہ مجھ تک کوئی بات آنے دی نہ کسی کی شکایت میں اپنے لبوں کو جنبش دی اور اس خوش سلوبی سے ان لوگوں کے ساتھ سلوک اور برتاؤ کیا کہ وہ خود پشیمان اور منفعل ہوئے اور اب تم خود دیکھ رہی ہو کہ وہ لوگ جو ان کے اس قدر مخالف تھے

اب ان کے کس قدر موافق و مطیع ہو گئے اور ان کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ تمہاری والدہ بہت عالی خاندان ہیں مگر کبھی نہ انہوں نے اس کا فخر کیا اور نہ اپنی زبان سے کبھی ایک لفظ اس کے متعلق نکالا۔ مجھ سے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ یاد رکھو کہ انسان عالی خاندان یا دولتمند ہونے سے شریف نہیں ہوتا بلکہ شریفانہ روش و اوضاع سے شریف کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

اپنا زیور ہمیشہ حفاظت سے تجوری (آئرن سیف) میں رکھنا ادھر اُدھر ڈال نہ دینا اکثر عورتیں اپنے زیور سرہانے کے تکیوں کے نیچے یا پاندان یا چھوٹے قلمدان میں رکھدیتی ہیں اور بعض اوقات وہ قیمتی چیزیں تلف ہو جاتی ہیں، سارا مکان ہمیشہ صاف ستھرا رکھنا اور اپنا لباس ہمیشہ صاف رکھو، پُر تکلف نہ بھی ہو تو سادہ اور نفیس ہو۔ خانہ باغ کی آراستگی کا بھی شوق رکھنا تا کہ تفریح طبع ہو کفایت شعاری خوش سلیقگی عورت کا بڑا جوہر ہے۔ بغیر کفایت شعاری کے انسان دولتمند نہیں ہو سکتا۔ دولتمند کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہزاروں کی آمدنی ہو بلکہ دولتمند وہ شخص ہے۔ جو اپنے اخراجات آمدنی سے کم رکھتا ہے اور چار پیسے پس انداز کرتا ہے گو یہ میں جانتا ہوں کہ بفضلِ خدا سے تم میں کم و بیش یہ سب باتیں موجود ہیں اور تم ان امور کو اچھی طرح سمجھتی ہو لیکن احتیاطاً میں اپنا فرض ادا کرتا ہوں" میرے والد اسی قسم کی نصیحتیں برابر کئی دن تک کرتے رہے۔ میری والدہ مرحومہ تو تمام دن شادی کے اہتمام و انتظام میں مصروف رہتی تھیں۔ شادی کے آٹھ نو روز قبل سے تمام خاندان اور برادری کے بیبیاں جمع ہو گئیں تھیں، مہمانداری کا اہتمام بھی انہیں کے سر تھا۔ جب میں مایوں بٹھائی گئی تو راتوں کو میری والدہ مرحومہ میرے ہی کمرے میں میرے پلنگ کے برابر آرام کرنے لگیں خدا غریق رحمت کرے، نہایت پیار اور محبت سے وہ بھی نصیحتیں کرتی تھیں ان کی نصیحتیں بھی قریب قریب اسی قسم کی تھیں منجملہ ان کی نصیحتوں کے ایک یہ بھی تھی کہ تاوقتیکہ اپنے خاوند کی طبیعت سے بخوبی نہ واقف ہو جاؤ اپنے دل کی بات ہرگز زبان

نہ لانا بہت سی لڑکیاں شادی کے چند ہی روز بعد اپنے شوہروں سے بالکل بے تکلف ہو کر آزادی سے محل بے محل جو منہ میں آیا کہتی رہتی ہیں صرف ساس نند اور سسرال والوں کے دکھانے کو گھونگھٹ تو نکال ڈالتی ہیں۔ جب شوہر سے باتیں کھل کر کرنے لگو جب بھی موقع و مصلحت وقت کو دیکھ کر باتیں کرنا، زیادہ فضول گوئی میں بیہودہ باتیں بھی منہ سے نکل جاتی ہیں جو ممکن ہے کہ سننے والے کو ناگوار ہو یا کوئی بات ایسی نکل جائے جس کا ٹھٹھا مذاق اڑایا جائے اور تمہاری وقعت لوگوں کی نظروں میں کم ہو جائے۔

دوسرا باب

مسز عون۔ کیا عمدہ نصیحتیں ہیں درحقیقت آب زر سے لکھنے کے لائق اور عمل کرنے کے قابل ہیں کاش میرے والدین بھی مجھے اس طرح کی نصیحتیں کرتے، تو آج کے دن مجھے یہ تکلیف نہ اٹھانی پڑتی گو میرے والدین نے مجھے تعلیم اچھی دی میٹرک میں نے پاس کیا ہے ہمیشہ اسکول میں تعلیم پائی ہے مگر علم پر عمل کرنے کا طریقہ نہیں بتایا اکثر گھروں میں ایسا ہی ہوتا ہے، تعلیم تو تھوڑی بہت دی جاتی ہے مگر تربیت جس کی بے حد ضرورت ہے جس سے نئی پود کی اٹھان درست ہوتی ہے وہ نام کو بھی نہیں دی جاتی۔ دیکھو جب درخت بڑھتا ہے اگر مالی ہوشیار ہے تو اوس کی ڈالیاں نیچے سے چھانٹتا جاتا ہے، درخت کو خوبصورت بناتا ہے اگر مالی میں کوئی شعور نہیں ہے تو درخت کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔ پانی رات دن ڈالتا ہے، درخت بار آور تو ضرور ہوگا۔ مگر اس کی ایک شاخ آسمان کی طرف تو دوسری زمین کی طرف جائیگی دیکھنے والوں کو بہت برا معلوم ہوگا۔ یہی حالت ہمارے تعلیم کی ہے، علم بے عمل بے فائدہ ہی کیا۔ لڑکا ہو یا لڑکی، دونوں کیلئے تربیت ایک اہم چیز ہے جس سے اخلاق و اوصناع وردش و سلیقہ شعاری انتظام خانہ داری وغیرہ سب ہی چیزیں

درست ہوسکتی ہیں کہ تربیت کا خیال نہیں کرتے۔ جو نوکر ہم پر رکھے جاتے ہیں وہ بہت بُرے اخلاق و عادات کے ہوتے ہیں جب ہم کو کھانا کھلایا جاتا ہے تو آیا کے ہاتھ سے اسکول ہمارے ہمراہ آیا کرتی ہے، وہاں سے واپس ہمارے ہمراہ آیا کرتی ہے، وہاں سے واپس آنیکے بعد چائے آیا پلاتی ہے۔ ہوا خوری کو آیا لیجاتی ہے، غرض تمام دن ہمارا آیا کے ساتھ گزر جاتا ہے۔ رات کو بھی آیا کمبخت کا پہلو نصیب ہوتا ہے۔ اگر وہ خدا کی قدرت سے اچھی ملی تو بہتر ورنہ ہم کو ڈراتی ہے دھمکاتی ہے، عیسائی بننے کی ہدایت کرتی ہے، غرض ہر ایک قسم کی بُری عادتیں ہم میں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ ایک دن کا ذکر سنو، جب میں چھ برس کی تھی تو میری انا مجھ سے ہمیشہ کہتی تھی۔ بی اماں جان جب صندوقچہ کھولیں اس میں سے تم ایک روپیہ یا دو روپیہ نکال لینا اور چپکے سے مجھے دیدینا، ہر روز اسی طرح کہتی ایک روز میں نے کیا کام کیا کہ اماجان کے صندوقچہ میں سے ایک روپیہ لے کر دوڑتی ہوئی انا کے پاس آرہی تھی راستہ میں وہ روپیہ گر پڑا اماں جان نے دیکھ لیا فوراً مجھے بلا کر دریافت کیا تو میں نے صاف صاف کہدیا اماں جان نے روپیہ تو لے لیا مگر مجھ پر بہت ناراض ہوئیں۔

سارا۔ (قہقہہ مار کر) لو اور سنو تم چور بھی ہو تم کو چُرانا بھی سکھایا گیا ہے۔ یہ تو کہو اور کیا کیا چُرایا۔

مسز عون۔ نہیں بھئی ہم نے پھر اور کچھ نہیں چُرایا، عمر بھر میں مجھ سے یہی ایک غلطی ہوئی جس کا مزا بھی خوب چکھا۔ آگے کو کان ہوئے میرا مطلب یہ ہے کہ ہم کو بچپن سے اسی قسم کی تعلیم دی جاتی۔

ہاجرہ۔ اچھا یہ تو کہو تم کو تکلیف کیا ہے۔ تم نے جو ابھی کہا کہ "اگر مجھے ایسی نصیحتیں میرے والدین بھی کرتے تو آج کے دن یہ تکلیف نہ اُٹھانی پڑتی۔

سارا۔ تم کو خبر نہیں بیچاری مسز عون سخت تکلیف میں ہیں ان کا تمام زیور

فروخت ہوگیا ان کے میاں نے ایک ناجائز تعلق پیدا کرلیا اور وہ نشہ میں رات دن پڑے رہتے ہیں۔ اسی لئے تو میں چاہتی ہوں کہ تم اپنی سرگزشت مسز عون کو سناؤ تاکہ انکو عقل آجائے۔

ہاجرہ۔ میں کہہ چکی اب اور کیا باقی ہے۔ کیا یہ بھی کوئی کہانی ہے جو میں آپ صاحبوں کے سامنے بیان کرتی چلی جاؤں۔

مسز عون۔ میری پیاری ہاجرہ جو کچھ تم نے کہا۔ وہ صرف نصیحتیں تھیں جنکو سن کر میرا دل باغ باغ ہوگیا۔ اب میں چاہتی ہوں کہ تم اپنا وہ حصہ زندگی کا بیان کرو، جو تمہاری شادی کے بعد کا ہے، اپنے شوہر کو کیونکر رام کیا میں نے سنا ہے کہ پہلے تمہارے گھر والے بھی ہمارے گھر والے کی طرح تھے اب تو خدا تمہارے جوڑے کو خوش رکھے لوگ نظر لگاتے ہیں۔ تم دونوں کی محبت کی شہرت گھر گھر ہے۔

ہاجرہ۔ مسکرا کر۔ یہ تو مجھ سے ہو نہیں سکتا کہ میں اپنے عزیز شوہر کی غیبت کروں کیونکہ بغیر غیبت و برائی کرنے کے میں اپنے گذشتہ حالات بیان نہیں کرسکتی۔ مجھے معاف کیجئے کسی استانی کے ہاں جاکر سبق لو نا میں تمہاری استانی بننا نہیں چاہتی نہ مجھ میں اتنی قابلیت سارا۔ دیکھو آج ہم تمہارے ہاں مہمان ہیں، مہمان کا دل خوش کرنا ضرور چاہیے۔ اگر تم نے اپنا قصہ نہ سنایا تو ہم تمہارے ہاں سے رنجیدہ چلے جائیں گے۔"

ہاجرہ۔ خدا نہ کرے کہ میرے مہمان رنجیدہ جائیں اچھا میں مجبوراً کہہ دونگی دل میں تو نہیں چاہتا کہ اپنی گزشتہ حالت بیان کروں پہلی حالت کا خیال کرنے سے میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ ناحق آپ کو بھی صدمہ ہوگا بہتر یہ تھا کہ اس قصہ کو چھوڑ ہی دیتیں۔

مسز عون۔ ہم ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ ابھی آپ نے کہا کہ اچھا کہدوں اور پھر ٹالنے لگیں۔ آپ کو وعدہ پورا کرنا ہوگا۔

ہاجرہ۔ لیجئے بسم اللہ کہانی شروع کرتی ہوں۔

اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

اگلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا۔ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ، اس کے دو لڑکے تھے، ایک لڑکے نے شکار کا قصد کیا۔

مسز عون۔ (ہنس کر) پھر تم نے دل لگی شروع کی ناحق پریشان کرتی ہو، تم کو خدا کی قسم جلد اپنی بیتی کہو۔ میں تمہاری سرگزشت سننے کیلئے بیچین ہوں۔

ہاجرہ۔ اے لو قسمیں دے رہی ہو، لیجیے جناب سُنیئے جب ہماری شادی شروع ہوئی آٹھ دن تک نہایت دھوم دھام سے محفلیں ہوئیں عقد جب ہوا تو مولوی صاحب اندر آئے اور مجھ سے منظوری لی اور میں نے ہاں کہنے کے پہلے نماز پڑھی اور خدا اور رسول کو درمیان لاکر دُعا مانگی کہ اے خداوند میں اس شخص کو جانتی نہیں تیرے بھروسہ پر میں منظور کرتی ہوں تو آیندہ میری زندگی نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ گذار۔ یہ کہہ کر میں نے اپنے والدین کے اصرار پر ہاں کا لفظ کہدیا یہ ہاں بھی عجیب ہوتی ہے۔ شریف لڑکی کے لئے یہ ہاں قیامت سے کم نہیں دنیا کی راحت اسی ایک ہاں میں ہے اور دنیا کی تکلیف بھی اسی ایک ہاں میں ہے، حالانکہ بیچاری لڑکی نہ جانتی نہ پہچانتی صرف والدین کے بھروسہ پر منظور کرلیتی ہے۔ چاہے لڑکی زنگی حبشی ہو یا خوبصورت جوان ہو، یا اسی برس کا بڈھا عالم ہو یا جاہل ہر حال میں ہاں کہنا ہی شریف لڑکیوں کا کام ہے، میرے والدین روشن خیال تعلیم یافتہ تھے مگر انہوں نے بھی شادی کے قبل مجھ سے نہ پوچھا کہ تم کو یہ انتخاب پسند ہے یا نہیں۔

سارا۔ واقعی ہند میں یہ بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ اس کے دفعیہ کی تدابیر صاحب ہم لوگوں کو کرنا چاہیے، میں یہ نہیں کہتی کہ لڑکی سے اگر دریافت کیا تو وہ نسبت بہت اچھی ہوگی، صرف یہ فائدہ ہے کہ لڑکی بیچاری کو معلوم تو ہو جائے میرا شوہر جو ہونیوالا ہے، اسکو کیا علم آتا ہے کیسی صورت ہے کتنا روپیہ پیسہ رکھتا ہے اور کس خاندان سے ہے کچھ تو خبر ہو جائیگی، اب تو یہ رواج ہے کہ لڑکی اپنی نسبت کی خبر تک نہیں سن سکتی، جہاں

جہاں نسبت کا ذکر نکلا لڑکی وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی جاتی ہے، میرے خیال میں یہ جھوٹی شرم ہے۔ اور والدین کا ظلم ہے۔

ہاجرہ ۔ اچھا ظلم ہے میں دیکھوں تو بھلا آپ ہی اس رسم کو چھوڑ دیجئے اپنے بچوں سے رائے لیجئے کہ شادی کس سے کی جائے۔

سارا ۔ ہاں ہاں انشاء اللہ میں اسی طرح کروں گی، اور میں نے ایسا ہی کیا ہے،

ماما ۔ (نہایت ادب سے) کھانا تیار ہے۔

ہاجرہ ۔ بسم اللہ چلیئے کھانا تیار ہے۔

یہ تینوں کھانے کے کمرے میں داخل ہوئیں کھانا شروع کیا۔

سارا ۔ کیا لذیذ کھانے ہیں تمہارا باورچی قابل تعریف ہے۔

مسز عون ۔ اچھا بہن ہاجرہ یہ تو کہو تمہارے دل میں یہ خیال کیونکر آیا کہ نکاح سے پہلے تم نے نماز پڑھی اور خدا رسول کو درمیان رکھا یہ تو عجیب بات ہے، لڑکیوں کو اسوقت کون نماز پڑھاتا ہے، شادی کی گڑبڑ میں سب رہتے ہیں۔ رسم کے طور پر بعض گھرانوں میں قرآن شریف لاکر دولہن کے سامنے رکھدیتے ہیں ورنہ آئینہ کافی سمجھتے ہیں۔ مگر تمہارا طریقہ مجھے پسند آیا ہر ایک لڑکی کو اسی طرح کرنا چاہئے تاکہ اسکی آئندہ زندگی کامیاب ہو، اس نماز کی برکت سے خدا نے تمہارے شوہر کو تم پر مہربان رکھا۔

ہاجرہ ۔ میری سرگزشت میں بہت سی ایسی باتیں معلوم ہوں گی تم عقل سے دور سمجھو جو دل چاہے سمجھو مگر واقعہ سچ ہے، تم یقین جانو جب سے میں نے ہوش سنبھالا سب سے پہلا جو خیال میرے دل میں آیا وہ خوفِ خدا تھا میں رسول کو اسوقت تک بالکل نہیں جانتی تھی مگر خدا کا خوف میرے دل میں ہمیشہ سے ہے بغیر والدین کے کہے اور استاد کے بتائے خدا کی محبت و خوف میرے دل میں سما گیا جب میں صبح کو سو کر اٹھتی، دوڑ کر اباجان سے برابر نماز میں کھڑی ہو جاتی بغیر الفاظ

ادا کئے صرف اُٹھ بیٹھ کرتی جس وقت نماز پڑھتی (نماز کیا خاک پڑھتی وہی اُٹھ بیٹھ) دل میں کہتی اب خدا مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ میرا نفس مجھے اندر سے بُرا کہتا ہے اس وقت شاید چار یا پانچ برس کی ہوں گی۔ کیونکہ چھٹے سال تو میں پڑھنے بٹھائی گئی۔ پس اسی خوف سے عقد کے روز خود نماز کے لئے میں کھڑی ہو گئی۔ میری والدہ یا کسی اور نے مجھ سے نماز کے لئے نہیں کہا۔ میرے دل میں از خود خیال پیدا ہوا۔ اس وقت بھی جب خیال آتا ہے خود میں حیرت میں ہو جاتی ہوں۔ ایک تو خدا کا خوف دوسرے موت یہ دو چیزیں ہمیشہ میرے دل میں رہتی ہیں، مجھے بچپن ہی سے موت کا خیال رہا۔ میں ہمیشہ جانتی ہوں کہ کل صبح کو بیدار نہ ہونگی۔

سارا۔ واہ کیا اچھا خیال ہے، ہر شخص کو ایسا خیال رکھنا چاہئے۔ ایسوں ہی کی دنیا اور آخرت دونوں اچھی ہو گی۔

تیسرا باب

سنو ہاجرہ میں تمہارا قطع کلام کرتی ہوں میرا خیال ہے کہ یہ مہینہ ربیع الاول کا ہے، اس مہینہ میں ہر شخص کو چاہئے عید مولود منائے اور ہر طرح عید کی خوشی کا اظہار کرے۔ بارہویں تاریخ اکثر گھروں میں حضرت کی فاتحہ وفات ہوتی ہے اور آثار مبارک کی زیارت ہوتی ہے یہ سب اس طریقہ سے کیا جاتا ہے جس سے پایا جائے رسول کی وفات کی فاتحہ ہے کیونکہ بارہویں تاریخ وفات بھی ہے اور اسی تاریخ ولادت بھی ہے اسلئے لوگ عید نہیں منا سکتے ہاں البتہ شیعہ فرقہ ایک ایسا ہے جو سترہ کو ولادت کی تاریخ سمجھتا ہے اور ۲۸ صفر کو وصال اسلئے وہ لوگ ۲۸ صفر کو مجلس عزا کرکے فاتحہ دلوا کر رسول اکرم کی وفات پر بہت گریہ وزاری کرتے ہیں اور ۱۷ کو عید مولود نہایت دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ کیا افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے پیغمبر کی وفات کی تاریخ بھی

مختلف ہے اور ولادت کی تاریخ بھی شیعہ ایک کہتے ہیں۔ سُنی ایک۔ سخت افسوس ہے۔

سارا۔ کیا تم شیعہ نہیں ہو۔

ہاجرہ۔ نہ ہندوم نہ مسلمان نہ کافرم نہ یہود۔

بحیرتم کہ سرانجام ما چہ خواہد بود۔

بس میں یہ ہوں رہا مذہب جو رسول کا مذہب وہ میرا صرف مسلمان ہوں فرقہ بندی پسند نہیں کرتی، کسی مذہب کو بُرا بھی نہیں جانتی اور نہ بُرا کہتی ہوں۔

مسز عون۔ یہ نیا مذہب آپ نے ایجاد کیا ہے۔ جو آج تک نہ سُنا نہ دیکھا۔

ہاجرہ۔ خوب میں نے کہدیا جو رسول کا مذہب وہ میرا کیا رسول خدا کے وقت فرقہ بندی تھی۔ یہ فرقہ بندی تو حضرت کے بعد ہوئی ہے۔ ایک دو نہیں بہتر فرقے ہوگئے۔

سارا۔ میں تو ۷ تاریخ عید میلاد منانا چاہتی ہوں۔ کیوں کہ ۱۲ تاریخ کو فاتحہ وفات ہوئی ہے۔ ۷ تاریخ بڑا جلسہ عید میلاد کی تقریب میں ہوگا۔ اس دن حضرت کے حالات بیان کئے جائیں گے، پھول تقسیم ہوں گے، بچوں کو نئے کپڑے بنائیں گے۔ نوکروں کو عیدی دیں گے، قوالیوں کو بلائیں گے ہر ایک گھر میں اپنی حیثیت کے موافق اسی طرح عید منانی چاہیئے، عید قربان عید الفطر تو حضرت کے سبب سے نکلی ہے اور ہم انہی کی ولادت کی خوشی نہیں مناتے سخت افسوس ہے۔ ہم نے اسلام کو فراموش کر دیا۔

مسز عون۔ ۷ تاریخ آپ سب صبح کو کھانا میرے ہاں کھایئے اور یہاں سے سب مل کر بہن سارا کے گھر جائیں گے۔

ہاجرہ۔ اور شام کا کھانا میرے ہاں کھایئے۔

سارا۔ بہت اچھا۔ اس وقت رقعوں کا مسودہ لکھ کر چھاپہ خانہ بھجوا دیں گے تاکہ کل تک آجائیں اور کل ہی تقسیم ہو جائیں۔

چوتھا باب

مسٹر عون ۔ ہاں تو پھر اجازت عقد کے بعد کیا ہوا ؟

ہاجرہ ۔ میں کہہ نہیں سکتی کہ دل کی کیا حالت تھی ۔ ایک دریا تھا کہ آنکھوں سے امنڈ رہا تھا والدین کی جدائی کا خیال بھائی بہنوں کے بچھڑنے کی تکلیف میکے کا گھر چھوٹنے کا رنج نئے گھر نئی زندگی کا خوف شوہر کے مزاج و حالت کا ڈر کہ خدا جانے کیسی طبیعت ہے ۔ یہ سب مل جل کر کچھ ایسی عجیب حالت تھی جو ناقابل بیان ہے والدین کے اصرار سے میں چپ تو ہوئی مگر گھونگٹ کے اندر ہی اندر آنسو جاری تھے ۔ ادہر مبارک سلامت کی دھوم باہر نوبت روشن چوکی بینڈ بجنے لگا ۔ زنانہ میں میراسنوں نے مبارک باد گانا شروع کی سب عزیز دوستوں نے میری والدہ صاحبہ کو مبارکباد دی ۔ مردانہ میں الگ مبارک باد دی جارہی تھی ۔ غرض گھر میں نوبت نقارے سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی ۔ میری سہیلیوں نے مجھے چھیڑنا شروع کیا سو میری پھوپھیری بہنوں نے الگ آوازے توازے کسے جلوے کی رسم ادا ہوئی سانچق مہدی وغیرہ رسم نہیں کی گئی تھی ۔ صرف عقد کے روز بڑے پیمانہ پر مردانہ و زنانہ دعوت ہوئی تقریباً ہزار پانسو آدمیوں کا مجمع ہوگا ۔ سب کو کھانا کھلایا گیا ۔ چار بجے چائے پلائی گئی ۔ سب کو عطر و پھول تقسیم ہوئے ۔ حیدرآباد میں یہ دستور ہے کہ دلہن کا ہاتھ دولہا کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے یا ان کے بزرگوں کے ہاتھ میں دیا جاتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دلہن کی ذمہ داری تم پر ہے میرے والد صاحب نے میرا ہاتھ لیکر خود دولہا کے ہاتھ میں یہ کہکر دیا کہ اس کو میں نے بڑے ناز ونعم سے پالا ہے ۔ اس کا دل نہ دکھانا ۔ اس کو خوش رکھنا ۔ خدا کے بعد تمہارے حوالے کیا ہے یہ کہنے کے بعد بے اختیار ان کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل پڑے ، مجھے پالکی میں سوار کیا گیا ۔

نہایت دھوم دھام باجے گاجے کے ساتھ میں اپنے شوہر کے گھر آئی، میرے ساتھ دو مغلانیاں چار مامائیں دو کنیزیں ایک کا ماٹن (جس کو گارڈن بھی کہتے ہیں) آئیں۔ جہیز بھی اپنی حیثیت کے موافق میرے والد نے بہت کچھ دیا تھا۔

سارا۔ میں تو تمہاری شادی میں موجود تھی۔ تمہارا جہیز تو میں نے دیکھا ہے۔ ماشاء اللہ کیا کہنا۔ ضرورت کی ہر چیز بہ افراط موجود تھی صندوق بہت بڑے بڑے تھے، پھر الماریاں اور انگریزی فرنیچر الگ تھا۔

ہاجرہ۔ میری ایک عزیز میرے ساتھ تھیں ایک بنگالی بی بی میری والدہ کی دوست تھیں وہ بھی میرے ساتھ چلی آئی تھیں۔ میرے صاحب سے انہوں نے میری نسبت بہت کچھ کہا سنا اور مجھے بھی سمجھا بجھا کر چلی گئیں میرا آنچل بچھایا گیا اس پر دولہا صاحب نے نماز پڑھی، مجھے بھی نماز پڑھائی گئی، سسرال کا کوئی تھا ہی نہیں۔

سارا۔ اچھا اب یہاں سے چلو بھئی کیا کھانے کے کمرے میں بیٹھی رہوگی؟

ہاجرہ۔ بسم اللہ چلئے اٹھئے۔

سارا۔ میں ڈرائنگ روم میں نہیں بیٹھوں گی ہم کھدر پوش ہیں ہم کو کھادی کا فرش چاہئے۔ کرسیوں پر ٹانگیں لٹکائے جھولا جھولنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہاجرہ۔ چلئے میں آپ کو ایرانی قالین پر بٹھاتی ہوں۔ میری نماز کا کمرہ ہے اس میں نہایت پاک وصاف ہاتھوں کا بنایا ہوا فرش ہے۔ یہ قالین ایران کی عورتیں بناتی ہیں۔ ہمارے ہند میں جس طرح عورتیں کھادی شطرنجی وغیرہ بنتی ہیں اسی طرح ایران کی غریب عورتیں قالیں بناتی ہیں یہ ان کی ایک ادنیٰ دستکاری ہے، جو دنیا بھر میں بہترین مانی جاتی ہے۔ اور وہاں کی عورتیں نقدہ کا کام وریشم کا کام بھی بہت عمدہ کرتی ہیں۔ یہ تینوں اسی کمرے میں جا بیٹھیں۔

پیش خدمت نے خاصدان پاندان لاکر پیش کیا اور چند خطوط و اخبار جو ڈاک سے آئے تھے لاکر رکھ دیے۔ مسز غون وسارا نے اخبار اٹھا کر دیکھنا شروع کیا ہاجرہ نے خطوط پڑھنا شروع کئے۔

سارا۔ (ہاجرہ سے) دیکھو گاندھی جی مہاراج نے چرخہ کا کیا اچھا منتر پھونک دیا ہے کہ تمام دنیا میں یہ جادو چل گیا۔ دراصل یہ چیز بھی بہت اچھی ہے۔ غربا کو فائدہ بہت ہوتا ہے اور ملک کی ترقی الگ خدا مہاتما جی کو سلامت رکھے انہوں نے ہمارے ملک کو بہت فائدہ پہونچایا دیکھئے اب ہوم رول کب ملتا ہے؟

ہاجرہ۔ جی معاف کیجئے ہوم رول وغیرہ کچھ بھی نہیں ملتا اس کا خواب ہی دیکھا کیجئے۔ کھدر پہننا تو اچھا ہے اور ہم کو ضرور چاہئے کہ ہم دیسی چیز خرید کریں تاکہ دیسی کاریگروں کو فائدہ ہو وہ جلد جلد دوسرا کپڑا بنا سکیں۔ مگر نہ اس طرح کہ ہم خود ہی کھدر ہو جائیں کیونکہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ترک ہو نہیں سکتیں۔ مثلاً موٹر۔ پٹرول، ریل، ڈاک دوا ڈاکٹر مشینیں جو مختلف اقسام کی ہوتی ہیں بعض سے جرابیں بنائی جاتی ہیں کپڑے مشین سے سئے جاتے ہیں کیا یہ سب ہم ترک کر سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ میرے خیال میں جب تک ہم خود تعلیم و تربیت حاصل نہیں کریں گے۔ اور مثل مردوں کے ہم عورتوں کو آزادی نہ ملے گی اس وقت تک ملک ترقی نہیں کر سکتا اور ہوم رول بھی نہیں مل سکتا ہم کو چاہئے کہ ہم خود گاندھی جی بن جائیں۔ اپنی اپنی جگہ ہم آزادی سے کام کریں ہم کو تو قید میں رکھا گیا ہے۔ ایک ہاتھ سے کوئی کشتی لڑ سکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں یہ مردوں کا غلط خیال ہے کہ عورتیں ناقص العقل ہیں عورت کے سبب سے مردوں کی ترقی ہے۔ اور انہیں کی پستی حالت کے سبب سے آج کے دن مسلمان تاراج ہیں خیال کرو اور غور کرو اگر عورت چاہے تو مردوں کو بزدلانہ و ناکارہ بنا دے اور عورت چاہے تو بزدلے مرد کو

بہادر بنا کر ہمت دلا کر میدان جنگ میں بھجوا دے بڑے بڑے نامور مرد جو گزرے ہیں سب نے عورتوں کے سبب سے دنیا میں نام پیدا کیا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مرد ہم کو کیوں حقیر جانتے ہیں حالانکہ ہمارے سبب سے ان کی عزت ہے، ہمارے سبب سے ان کی آبرو ہے، ہمارے سبب سے ان کا وجود ہے۔

مسز عون۔ ہنسکر خوب آپ نے تو عورتوں کو بہت بڑھا دیا ہمارے سبب سے ان کی عزت کیسی دولت کیسی وجود کیسا۔

ہاجرہ۔ بیشک اگر ہم نہ ہوتے تو مرد دنیا میں کیونکر پیدا ہوتے اگر عورت پھوہڑ ہوتی تو مرد کی دولت کہاں باقی رہتی اگر خدا نہ کرے عورت بے آبرو ہوئی تو مرد کی عزت کہاں رہتی اس کی کیا بلکہ کنبہ کی ناک کٹ جاتی ہے جب تک مرد کی شادی نہیں ہوتی، اوس کی عزت سوسائٹی میں نہیں ہوتی بے باپ کا بچہ پیدا ہوا ہے۔ لیکن بے ماں کا بچہ آج تک پیدا نہ ہوا۔

مسز عون۔ یہ تو آپ نے ٹھیک کہا مگر ایسی عورتیں کم ہوتی ہیں جن کی قدر کی جائے۔

ہاجرہ۔ معاف کیجئے عورتیں سب سادہ ہے۔ سب عورتیں اچھی ہیں ان کو مرد ہی بگاڑ دیتے ہیں۔

مسز عون۔ اچھا بہن آپ گاندھی جی کے چرخے کو چھوڑ دیجئے اپنا چرخہ چلایئے

ہاجرہ۔ تم تو مجھے سانس بھی لینے نہیں دیتیں۔ لو میں بہت جلد کہہ کر ختم کئے دیتی ہوں۔ اس گھر کے درودیوار سے بھی مجھے شرم آتی تھی۔ چند روز بعد میرے شوہر نے تمام مکان مجھے دکھایا مکان نہایت خوبصورت تھا جس میں چمن و باغ سب کچھ تھا۔ زنانہ ڈرائینگ روم الگ مردانہ الگ زنانہ کھانے کا کمرہ الگ مردانہ الگ غرض ہر ایک چیز لاجواب نہایت سلیقہ سے رکھی سجی سجائی

ہوئی تھی، کوئی پندرہ روز کے بعد انہوں نے مجھے صاف صاف کہدیا کہ ان کے پاس ایک داشتہ عورت ہے۔ جس کو الگ مکان میں رکھا ہے۔ سو روپے ماہانہ دیتا ہوں چونکہ شراب کے عادی تھے نشہ میں یہ بھی خیال نہ رہا کہ نئی دلہن سے میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں جواب کیا دیتی ابھی تک تو میں نے ان سے بات تک بھی نہ کی تھی۔ وہ خود بخود باتیں کرتے جاتے تھے۔ جواب ایک بھی نہ پاتے تھے۔ ہر روز شب کے دو بجے یا تین بجے گھر آیا کرتے نوکروں پر برستے کڑکتے گرجتے کسی کو لات کسی کو مکا چونکہ وہ بُرے شغل کے عادی تھے، اس لئے شب کو ان کی یہ حالت رہتی تھی۔ ع

رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

میں دل میں سمجھ جاتی۔ مجھے جو دل میں چاہا کہدیتے زبان کو روک تھام نہ تھی میں ایک جواب نہ دیتی خاموش سُنا کرتی جب وہ سو جاتے تو میں خداوند کریم کی درگاہ میں دست بدعا ہوتی اور عرض کرتی خدایا تو میرے شوہر کو نیک توفیق دے۔ اس کی بُری عادت کو چھڑا نیک رستہ پر لگا۔ تو ہی راستہ بتلانے والا ہے، میں نے تجھکو درمیان رکھ کر عقد کیا ہے تو ہی میری مدد کر۔ یہ کہہ کر اس قدر روتی کہ میرے سرہانے کے تکئے بھیگ جاتے۔ خدا گواہ ہے۔ کہ تکئے اسقدر بھیگ جاتے تھے کہ ان کو الٹ کر سو جاتی کسی کو خبر تک نہ ہوتی اور میں خبر کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ جب صبح ہوتی ہر روز والد صاحب تشریف لاتے اور مجھ سے دریافت کرتے بیٹا خوش تو ہو کسی قسم کی تکلیف تو نہیں۔ تمہاری جدائی بہت شاق ہے، بغیر تم کو دیکھے چین نہیں آتا، میں کہتی مجھے ہر طرح آرام ہے، آپ بے فکر رہئے، اور میں بھی روزانہ والدہ صاحبہ کے سلام کو جاتی وہ بھی دریافت کرتیں کہ خوش تو ہو۔ چہرا اُترا اُترا کیوں ہے۔ کسی قسم کی بشاشت تمہارے چہرہ پر نہیں کہو تو بات کیا ہے میں جواب دیتی خدا کے فضل سے ہر طرح خوش ہوں۔ آپ کچھ خیال نہ کیجئے۔

میرا یہ خیال تھا کہ اس وقت صرف میں اکیلی رنج میں مبتلا ہوں ۔ اگر والدین کو خبر ہوئی تو ناحق ان لوگوں کو صدمہ ہوگا ۔ جو ہونا تھا ہو چکا اب میں اور میری قسمت والدین کیا کر سکتے ہیں اگر والدین کو غصہ آیا انہوں نے داماد کو کچھ بُرا بھلا کہا تو اور خرابی ہے ۔ یہ خیال کر کے صبر کرتی اور خدا سے دعا مانگتی ۔

اس وقت جب خیال آتا ہے کہ خدا نے مجھے صبر کیونکر دے دیا تھا تو خود مجھے تعجب ہوتا ہے ، ایک تو کم سنی دوسرے کوئی صلاح مشورہ دینے والا نہیں میں خود کسی سے کچھ کہتی نہیں یہ سب خدا کی طرف سے تھا جب یہ اُس عورت کے پاس جایا کرتے تو مجھے خبر نہ ہوتی میں ہمیشہ کہا کرتی آپ اس کے پاس جایا کیجئے اور تنخواہ جو دیا کرتے ہیں بروقت اس کو بھجوا دیجئے ۔ وہ بھی انسان ہے میرے سبب سے اس کو تکلیف نہ ہونے پائے یہ سُن کر وہ چپ ہو جاتے ۔

دو مہینہ کے بعد مکان کا خرچ میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہر ایک چیز پر نگرانی رکھی جو خرچ بڑھا ہوا تھا ۔ رفتہ رفتہ کم کرنا شروع کیا ۔ اناج وغیرہ سب ایکدم منگا کر مغلانی کے حوالے کیا ۔ میری شادی کے آٹھ مہینہ کے بعد مجھے حمل رہا طبیعت خراب رہتی میری والدہ صاحبہ بھی حمل سے تھیں ۔ ان کی زچگی ہوئی لڑکا تولد ہوا زچگی کے چار روز بعد سے والدہ صاحبہ مرحومہ کا مزاج بگڑا دنیا بھر کے ڈاکٹر آئے نرس رکھی گئی ۔ میرے والد نے اس قدر علاج معالجہ کیا کہ شاید ہی کوئی کرتا لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ۔ میری حالت کیا پوچھتی ہو ایک تو حمل کے سبب سے نیند نے گھیر لیا تھا دوسرے والدہ صاحبہ کی تیمارداری کی وجہ سے تمام تمام رات نہیں سوتی صحن میں کبھی قرآن لے کر دعا مانگتی کبھی نماز پڑھتی کبھی دوا پلاتی اسی طرح صبح ہو جاتی سارا دن بھی اسی طرح گزرتا دعا اور صدقہ وغیرہ سب کچھ میں نے کیا مگر کچھ نہ ہوا انیس

دن کے بعد انتقال ہو گیا۔

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
آخر اس بیمارئ دل نے اپنا کام تمام کیا

چھوٹا سا بچہ انیس دن کا بے ماں کا ہو گیا میری والدہ صاحبہ کا سن چوتیس سال کا تھا جوانی کا عالم تھا نو بچے چھوڑ کر دنیا سے چل بسیں، صرف میری ہی شادی انہوں نے کی اور میری شادی کے بعد نو مہینہ زندہ رہیں حسرت وارمان بھرا دل لیکر رخصت ہوئیں میرے حمل کی انہیں بے انتہا خوشی تھی ساتھ ہی اس کے ہمیشہ مجھے دیکھ کر آہ سرد بھرا کرتیں اور یہ کہا کرتیں میں اس کا بچہ نہیں دیکھونگی میری صحت بہت خراب ہو گئی ہے، خدا نے مجھے بچہ پیدا کرنے کا آلہ مقرر کیا تھا میرا کام دنیا میں یہی تھا کہ بچے پیدا کروں اور رخصت ہو جاؤں۔

مسز عون۔ کیا بیماری تھی سخت افسوس کا مقام ہے ہائے عالم شباب میں انتقال ہوا۔

سارا۔ زچگی کی بیماری تھی وائٹ کیلی بیٹھ گئی تھی دورے پر دورے ہوتے تھے وہ بہت نیک سیدانی تھیں ان کے سات پشت سے برابر سادات کا سلسلہ جاری رہا ہے ان کے جد امجد بی فاطمہ سے تھے یہ ان کا انکسار تھا جو انہوں نے کہا۔ میں نے دنیا میں کچھ نہ کیا صرف بچے پیدا کئے۔ حالاں کہ انہوں نے بہت سی لڑکیوں کی شادی کر دی۔ جو گھر لڑائی جھگڑوں سے برباد ہو رہے تھے اون میں میل کرا دیا غربا کی مدد کی تعلیم یافتہ تھیں اکثر مضامین لکھ کر اخباروں میں بھجواتیں چونکہ اس زمانہ میں عورت اگر مضمون لکھتی تو عیب خیال کیا جاتا تھا۔ اسلئے وہ گم نام مضامین بھجواتیں چند لڑکیوں اور لڑکوں کو تعلیم دلوائی خود روپیہ پوشیدہ طور سے دیا کرتی تھیں کسی کو خبر نہیں ہوتی

ان کو نام و نمود کا خیال نہ تھا۔ غرض ان کی حسنات سے تھی ان کے انتقال کے بعد بہت سی غریب سیدانیاں آن کر یہ کہہ کر رو رہی تھیں آج ہمارا ولی وارث دنیا سے اُٹھ گیا انہیں بیگم صاحبہ نے ہمارے لڑکے کو پڑھایا ماہانہ اسکول کی فیس دیا کرتی تھیں کوئی کہتی ہماری لڑکی کی شادی کروائی تھی۔ غرض یہی ہو رہا تھا والد مرحوم کو اپنی بی بی کی جدائی بہت شاق تھی بی بی کے چہلم کے دوسرے روز ان پر فالج گرا اور انتقال ہو گیا ایک بیک ناگہانی موت ہوئی گھر تباہ ہو گیا۔

مسز عون۔ افسوس! چھوٹے چھوٹے بچے سب کہاں رہے کیسی گذری۔

ہاجرہ۔ میرے سوتیلے بڑے بھائی جو میری والدہ مرحومہ کے ہم عمر تھے وہ سب سے بہت محبت کرتے تھے جب والدہ مرحومہ کا انتقال ہوا پھر انہوں نے مجھ سے کہا چھوٹی اماں جان نے ہمارے ساتھ وہ سلوک و محبت کی ہے کہ میری سگی ماں نے نہیں کی بچے کچھ میرے پاس رہے اور دو لڑکے بورڈنگ بھیجے گئے اور دو میرے بڑے بھائی صاحب کے پاس دو سال تک رہے پھر بورڈنگ بھجوا دیے گئے۔ آپ خیال کر سکتی ہیں کہ جس کے شوہر کی یہ حالت ہو اس کی ماں نے بھی قضا کی ہو ایک بیک والد نے بھی انتقال کیا ہو اور اس کے گھر میں کوئی آنسو پوچھنے والا نہ ہو اگر میں تمام تمام دن روتی رہتی تو بجز نوکروں کے اور کوئی سمجھانے والا نہ تھا۔ والدین کے چہلم اور دسویں وغیرہ میں جب جاتی تو جو کپڑے جسم پر رہتے تھے وہی پہن کر جاتی مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ جب کوئی مر جائے تو ماتمی لباس پہننا چاہئے کیونکہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا تھا میرے والدین کے ہاں کسی کا انتقال نہیں ہوا والدہ مرحومہ کے دو چھوٹے چھوٹے بچوں کا انتقال ہوا تھا اس وقت ہم کو خالہ اماں صاحبہ کے مکان میں بھجوا دیا گیا تھا۔ ہم کو خبر ہی نہ ہوئی کیا ہوا کیا نہ ہوا۔ اب بتائیے مجھے کوئی بتانے والا

نہیں چونکہ میں دلہن تھی شادی کو ایک سال بھی نہیں گزرا تھا اس لئے جو کپڑے موجود تھے وہی پہنکر جاتی میرے سامنے میری پھوپی وغیرہ کچھ نہیں کہتیں۔ میرے پیچھے میں سینکڑوں باتیں ہوا کرتیں۔ ایک زمانہ کے بعد وہ باتیں میرے کان تک آئیں کسی نے میرے آنسو نہیں پوچھے۔ البتہ آنسوؤں سے رلایا۔ سسرال کا تو کوئی تھا ہی نہیں۔ ہمارے میاں کے والدین کا انتقال بھی کمسنی میں ہو گیا۔ اور یہ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے بہن وغیرہ کا بھی انتقال ہو چکا تھا۔ چچیرے موسیرے وغیرہ اپنے وطن میں تھے حیدرآباد میں کوئی نہ تھا۔ خدا خدا کرکے نو مہینے پورے ہوئے زچگی کا زمانہ آیا اب میرے پاس کوئی بڑا بوڑھا نہ تھا میری خالہ صاحبہ اور پھوپی صاحبہ حج کے لئے روانہ ہوئی تھیں۔ چھوٹی پھوپی صاحبہ کے شوہر کا انتقال اسی زمانہ میں ہو گیا وہ عدت میں تھیں کوئی پرانی بوڑھی بڑی ماما دائی بھی نہ تھی۔ زچگی ہوئی لڑکی پیدا ہوئی یہ لڑکی جب سے پیدا ہوئی کھانسی تھی میں پریشان تھی میری پھوپیری بہن بارہ روز تک میرے پاس رہیں وہ اس طرح سے رہیں کہ کوئی غیر شخص مہمان رہے۔ انہی کی خاطر مدارات کرنی ہوتی تھی بچی کا مزاج خراب ہوتا تو میں رات کو اٹھ کر اس کو گود میں لے کر بیٹھ جاتی۔ پریشان ہو کر رونے لگتی میری انا میرے پاس تھی مگر اس کو کچھ آتا نہ تھا۔ ڈاکٹر کا علاج رہا کسی نے گھٹی پیٹی نہ کی خیر یہ دن گذر گئے وہ بنگالی بی بی ہر روز میرے پاس آیا کرتیں بچی کی خبر گیری کرتیں جو کچھ کہنا ہوتا نہایت محبت سے کہتیں یہ غیر عورت تھیں مگر میرے عزیزوں سے زیادہ الفت کرتی ہیں ان کی احسان مند ہوں یہ وہی بنگالی بی بی تھیں جو میری شادی کے روز آئی تھیں۔

مسز عون۔ آپ کے عزیزوں نے کیوں ایسا برتاؤ کیا سمجھ میں نہیں آتا

ہاجرہ ۔ بات یہ تھی کہ میرے ممیرے پھوپھیرے خلیرے بھائیوں سے میری نسبت آئی ادھر شخص نے ناخون تک کا زور لگایا مگر میرے والد نے کسی کی بات نہ مانی اس لئے سب کے دل میں بُراس آگئی تھی اور میری حالت بظاہر بہت اچھی تھی یعنی دولت ثروت وغیرہ سب تھی ۔ اپنی تکلیف میں کسی سے کہتی نہ تھی اگر میں کسی سے دریافت کرتی کہ آپ بچی کے لئے کچھ دوا بتایئے تو جواب ملتا بی بی تم تو ہماری ہو، تمہارا شوہر غیر ہے اگر لڑکی کو کچھ سیج اور اونچ ہوا تو مشکل ہے غرض وہ لڑکی دس مہینہ تک رہی اس کو گوہری نکل آئی نمونیہ ہوگیا وہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے جدا ہوگئی اب خیال کر و یہ تیسرا داغ دل پہ ہوا یہاں سے میری صحت خراب رہنے لگی ہمیشہ کچھ نہ کچھ شکایت رہتی ہے میں نے عزیزوں سے ہمیشہ نیک سلوک کیا اس لئے وہ سب مجھ پر مہربان ہوگئے اور میرے شوہر نے بھی بُری عادتیں چھوڑ دیں ۔

سارا ۔ دیکھئے اس طرح سے زندگی کا خاص نتیجہ نکلتا ہے تم بھی اگر صبر کرتیں اور خدا سے خلوص دل سے مدد چاہتیں تو آج کے دن تم کو یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا ۔

ہاجرہ ۔ یہ کس طرح اپنے شوہر کے ساتھ پیش آتی ہیں ۔

سارا ۔ شادی کے بعد ان کے شوہر نے ایک ناجائز تعلق پیدا کر لیا ہے یہ ہمیشہ اپنے میکے چلی جاتی ہیں اور مہینوں میاں کو اکیلا رہنا پڑتا ہے، میدان صاف پاکر مرد تو بے وفا بے مروت ہوتے ہی ہیں دوسری کو گھر میں لا بٹھایا اب بی بی صاحبہ گئیں تو جھٹ اس کو ایک الگ مکان میں رکھ دیا ان کو جو خبر ہوئی تو میاں سے لڑنا شروع کیا جب شوہر باہر سے آئے یہ غصہ میں لال ۔ کمر پہ ہاتھ تیور پہ بل لڑنے کو تیار کھڑی رہتی ہیں ہر وقت یہی وظیفہ ہے

تم اس کے گھر گئے ہوگے وہ چمارن تم کو پسند ہے تم اسی کے قابل ہو پھر یہاں کیوں آئے جاؤ اسی کے پاس جاؤ۔ اس کے پاس ہمیشہ رہو وغیرہ وغیرہ جب شوہر باہر جاتے ہیں تو کوچبین وچپراسی وغیرہ سے کہدیا جاتا ہے کہ یہ جہاں جہاں جائیں مجھے آکر خبر دو۔ ان کو انعام دیا جاتا ہے تاکہ وہ سب کیفیت آنکر کہیں۔ نوکر کمبخت روپیہ کی لالچ سے جو دل چاہتا ہے آنکر کہہ دیتے ہیں جو ماما جوان گھر میں آتی ہے اس سے یہ بدگمان ہو جاتی ہیں مرد ہی تو ہے اس کو ضد آگئی ہے وہ صاف کہتا ہے کہ البتہ میں نے دوسری عورت سے تعلق پیدا کرلیا ہے اب اس سے بھی نکاح کرلوں گا تم کو میری تنہائی کا خیال نہیں تم مہینوں اپنے میکے میں رہتی ہو میں لاکھ بلاتا ہوں مگر تمہارا جب جی چاہا آتی ہو نہ جی چاہا نہ آئیں میں اکیلا کب تک پڑا رہوں۔ اب یہ کیفیت ہے کہ جہاں میں گھر میں آیا تو تم نے لڑنا شروع کیا آخر میں دل اپنا کس طرح بہلاؤں تمام دن نوکری کر کے گھر آتا ہوں تو تم لڑنے کے لئے تیار رہتی ہو۔ میری ماں بہن سے تم نے مجھے جدا کیا وہ جب تک میرے پاس تھیں تم ان سے رات دن جھگڑتی رہیں۔ ان کا گلہ کیا کرتی تھیں۔ آخر میری والدہ صاحبہ نے میرا گھر چھوڑ دیا اب بھی تم خوش نہ ہوئیں۔ ان کے شوہر کا کہنا میرے خیال میں بجا ہے سب قصور مسز عون کا ہے مرد کی نظر سے گر گئیں ساس نندوں نے چھوڑ دیا۔

پانچواں باب

ہاجرہ۔ (مسز عون سے) آپ تو انگریزی پڑھی ہوئی ہیں کیا اس زبان میں اسی قسم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اگر آپ کے والدین صرف اردو میں آپکی تعلیم مکمل کر لیتے تو یہ نوبت نہ آتی ادھوری تعلیم کا یہ نتیجہ ہے۔ بقول شخصے

نیم حکیم خطرۂ جان۔ نیم ملا خطرۂ ایمان۔ اکثر لڑکیاں دو چار کتابیں انگریزی پڑھکر اپنے تئیں میم صاحبہ سمجھنے لگتی ہیں کسی کو کچھ سمجھتی ہی نہیں ساس نندوں کی تو آج کل کے زمانہ میں کچھ وقعت ہی نہیں رہی خود شوہر صاحب بیوی کی جوتیاں اُٹھانے لگتے ہیں ماں بہن کو بھول جاتے ہیں جب مصیبت پڑتی ہے تو اس وقت ماں بہن یاد آتی ہیں آرام وراحت کے وقت بیوی یاد آتی ہے۔

مسز عون ۔ اچھا اب آپ اپنا قصہ کہیے۔

ہاجرہ ۔ تمہارا قصہ سن کر طبیعت مکدر ہوگئی کیا خاک قصہ کہوں میں نے اپنی سرگزشت تو تمام کردی۔

مسز عون ۔ اپنا نظام العمل کیسا بنایا تھا صبح سے شام تک کیا کرتی تھیں۔

ہاجرہ ۔ میں نے اپنا نظام العمل اس طرح بنایا تھا صبح کے چھ بجے اُٹھی نماز سے فارغ ہوکر سورۂ یٰسین ضرور پڑھتی۔ باورچی کے پاس سودے کے روپیے بھجوادیتی ماما و مغلانی ملکر اناج نکالتیں میں سامنے کھڑی رہتی نو بجے ہمارے میاں بیدار ہوتے ناشتہ ہوتا حالانکہ مجھے صبح کو چھ بجے ناشتہ کرنیکی عادت تھی مگر ان کے انتظار میں نو بج جاتے ناشتہ سے فارغ ہوکر وہ ہم ملکر باغ میں ٹہلتے مالن کو بتلاتے یہ درخت یہاں لگا وہ گملا ادھر رکھو اس کے بعد میں باورچی خانہ میں جاتی دیکھ بھال لیتی گیارہ بجے میز پر کھانا آتا کھانا کھاکر وہ کچہری چلے جاتے۔ کچہری کیا خاک جاتے اسی عورت کے گھر جاتے اور مجھ سے کہتے کچہری گیا تھا۔ اگر دفتر جاتے بھی تو تھوڑی دیر کیلئے میں اپنی والدہ کے پاس چلی جاتی چھوٹے چھوٹے بھائی بہن سے دل بہلاتی پانچ بجے اپنے گھر واپس آتی کہ

اتنے میں وہ بھی آجاتے چائے پینے کے بعد وہ باہر چلے جاتے دوستوں سے باتیں چیتیں کرتے رہتے، میں اندر اخبار یا کوئی کتاب پڑھتی رہتی جب شام ہوتی وہ یہ کہکر کہ فلاں دوست کے ہاں دعوت ہے چلے جاتے میں نماز پڑھکر کتاب پڑھتی یا کبھی سوجاتی ورنہ ان کے واپس آنے تک جاگتی رہتی وہ دو تین بجے کے قریب رات گئے واپس آتے میں نماز پڑھتی تو وہ ہنستے ۔

سارا ۔ اچھا اب ان کا کیا حال ہے ۔

ہاجرہ ۔ اب وہ خود نماز پڑھتے ہیں کربلائے معلی بغداد شریف بھی گئے نماز برابر پنج وقتہ پڑھی جاتی ہے ۔ رات کو گھنٹوں کا وظیفہ بھی ہے ہر کام خدا اور قسمت پر رکھکر بیٹھتے ہیں ۔ اب تو وہ نمازی ہو گئے ہیں نہایت نیک اور غریب طبیعت ہوگئی ہے ہر کام میں میری رائے ضرور لی جاتی ہے ۔

سارا ۔ اچھا کچھ اپنے بچپنے کے حالات تو بیان کرو ۔

ہاجرہ ۔ میرے بچپن کی ڈائری کا ورق تو بہت بڑا ہے ۔ جب میں گیارہ سال کی تھی صبح کے چھ بجے اُٹھتی پہلے نماز پڑھکر قرآن شریف پڑھتی ناشتہ کرکے سودے کے روپے ماما کو دیدیتی جنس خود سامنے کھڑی ہو کر نکلواتی والدہ صاحبہ کو کپڑے نکال کر دیتی والد صاحب کا اکثر کام میں کیا کرتی تھی بھائیوں کو اپنے سامنے کپڑے پہنوا کر اسکول بھجواتی ۔ صبح کے دس بجے والدہ صاحبہ سے پڑھتی ساڑھے گیارہ بجے باورچی خانہ میں جاکر دیکھتی کیا پکا اور کیسا پکا ۔

والد صاحب بارہ بجے گھر میں تشریف لاتے سب سے پہلا کلمہ جو زبان سے نکلتا وہ یہ ہوتا بیٹا ہاجرہ پیاری ہاجرہ آؤ میں فوراً دوڑی جاتی ان کے ہاتھ سے کپڑے لیتی سب ملکر کھانا کھاتے والدہ صاحبہ آرام فرمائیں اور والد صاحب بھی سوجاتے ۔ تو میں اپنے کمرے میں بیٹھی کارچوب نکالتی یا چھوٹے بھائیوں کے لئے

جراب وغیرہ بناتی یا حساب لکھتی یا سبق یاد کرتی تین بجے استاد آتے تین سے چار تک ان سے پڑھتی چار بجے چائے تیار ہوتی والدہ صاحبہ سب کو چائے بنا کر دیتیں والد صاحب فرماتے بیٹا آگرہ سے پارسل کتابوں کا آیا ہے چالیس روپے دیدو۔ مکان جو بن رہا ہے اس کے لئے چونا آیا ہے۔ پچاس دیدو شام کو مزدورنیاں آئیں گی ان کو بیس آج کی مزدوری دے دو۔ بستری تقسیم کر دے گا۔ یا داروغہ کے پاس بھجوا دو۔ اس کا حساب لکھتی جاتی پانچ بجے باورچی خانہ میں جاتی ایک سالن خود پکاتی۔ مغرب کی نماز کے بعد لکھتی پڑھتی آٹھ بجے سب مل کر کھانا کھاتے والد صاحب آرام کرسی پر بیٹھے رہتے ہم سب ان کو گھیرے رہتے والدہ صاحبہ فردوسی کا شاہ نامہ یا نظامی یا سکندر نامہ پڑھ کر والد صاحب کو سناتیں یا اخبار وغیرہ پڑھتیں جب بچھونے پر لیٹ جاتی تو ہم سب کو اخلاقی کہانیاں سناتیں یہ ایسی عمدہ عمدہ کہانیاں ہوتی تھیں جو ہمارے دل پر اب تک نقش ہیں ان سے اور ہمارے اخلاق و عادات درست ہوگئے۔ کاش ہر ایک مسلمان بی بی اپنے بچوں کو اخلاقی کہانیاں سنایا کریں تو کیا اچھا ہو۔

مسز عون۔ آپ نے اپنے کھیل کا وقت تو بتایا ہی نہیں کیا تمام دن مشین کی طرح کام کیا کرتی تھیں۔ کھیل کا وقت ہی نہ تھا گیارہ برس کی سن میں تو ہم صرف کھیلا کئے۔ اسکول کو جاتے جب گھر میں تو اچھلتے کودتے دوڑتے پھرتے۔ یہ ہزاروں روپے آپ کے ہاتھ میں کسطرح دے دیئے جاتے تھے حساب کتاب سب کیونکر لکھتی تھیں کیا آپ فرشتہ تھیں جو یہ سب کام اس کمسنی میں کیا کرتی تھیں میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ ہے کیا قصہ۔

ہاجرہ۔ چاہے تم کچھ سمجھو خدا گواہ ہے کہ میں نے اسی سن میں یہ سب کام کئے کھیلنا میں سلے جانا ہی نہیں میری خود طبیعت فطرۃً ایسی واقع ہوئی

تھی کہ میں کھیل کو پسند ہی نہیں کرتی تھی اور میری والدہ صاحبہ مجھے دم بھر کیلئے اپنے سامنے سے جدا نہ کرتی تھیں۔ اگر کبھی کھیل کھیلا تو گڑیوں کے کپڑے سئے یا گڑیوں کے کپڑے ان کی چھوٹی چھوٹی الماریوں میں رکھتی میرا یہی کھیل تھا۔ چھ برس کی عمر سے پڑھنا شروع کیا۔ بسم اللہ ہوئی چار پانچ سال میں جو آیا وہی لکھتی۔ اس میں شک نہیں میرے سبب سے میرے والدین کا نقصان تو بہت ہوا اسکا ایک واقعہ کہتی ہوں جب میرے والد صاحب سفر عراق کو سدھارے تو ہم سب بھی ہمراہ تھے۔ جملہ بارہ آدمی ساتھ تھے ہم سب بہن بھائی اور چار نوکر جب ہم عراق سے حیدرآباد واپس ہو رہے تھے اور بصرہ میں پہنچے وہاں سے بمبئی تک کے ٹکٹ جہاز سے خرید لئے گئے۔ والد صاحب نے حسب عادت اپنا ہینڈ بیگ مجھے لاکر دیدیا میں نے وہ ہینڈ بیگ لے کر اپنے صندوق میں رکھدیا دوسرے روز جب انہوں نے مانگا اور میں لانے گئی تو وہ بیگ غائب اس میں جہاز کے ٹکٹ بھی تھے۔ خدا جانے پانسو یا چھ سو کے ٹکٹ رکھے تھے اور نوٹ اور روپے وغیرہ بھی تھے۔ خدا معلوم یہ بیگ کس کمبخت نے اٹھا لیا مسافر خانہ کے دو کمرے لئے گئے تھے ایک نوکروں کے لئے ایک ہمارے لئے تمام ڈھونڈ مارا کہیں پتہ نہ لگا آخر مجھے ابتک یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ وہ ٹکٹ جہاز والے نے دوسرے دیدئے یا پھر روپے دیکر خرید نا پڑے اس طرح کا بہت سا نقصان میں نے کیا مگر ان لوگوں کو یہ نقصان گوارا تھا، وہ کہتے تھے کچھ کھو کر میری بچی سیکھے گی۔ اور اس کو کام کرنے کی عادت ہو جائے گی اگر میں نے اس سے کام نہ لیا تو دوسری امیرزادیوں کی طرح یہ بچی بھی کاہل و پھوہڑ رہ جائے گی۔

سارا۔ اس طرح بچوں پر بار نہ ڈالنا چاہئے۔ بچوں کے جذبات دب جاتے

ہیں ۔ وہ بزدل ہو جاتے ہیں ۔

ہاجرہ ۔ قصور معاف ! ہم بزدل تو نہیں ہیں اگر ہمارے مقابلہ کو شیر آجائے تو اس کے حلق میں ہاتھ ڈالکر جبڑے چیر کر پھینک دیں اس کا سبب یہ ہے کہ میری والدہ صاحبہ نے ہم کو کبھی ڈرایا نہیں اور کسی کام سے روکا نہیں ہر طرح کی آزادی ہم کو حاصل تھی ۔ میری انا نے بھی مجھکو کبھی نہ ڈرایا صرف میری خدمت کیلئے تین نوکر تھے میری انا اور میری پرانی آیا ایک چھوکری باقی نوکر والدہ صاحبہ کی خدمت کیلئے تھے یہ نہیں تھا کہ خدا نہ کرے ہمارے گھر میں نوکروں کی کمی تھی ۔ ہر طرح سے آباد تھا ۔ باہر کے خدمت گار ۔ چار مامائیں چار کنیزیں آیا انا کوچبین سائیس جوڑی کے دو گھوڑے گاڑی سب کچھ تھا ۔ مگر میرے ہاتھ سے ضرور کام لیا جاتا تھا تاکہ میں کام کرنے کی عادی رہوں اس سے یہ فائدہ ہوا کہ میں سب کام کر سکتی ہوں ، کوئی کام کرنا عیب نہیں جانتی روپیہ جو ہمیشہ ہاتھ میں رہا میرا دل غنی ہو گیا ۔ چاہے لاکھوں روپے میرے پاس آجائیں مجھے ذرا بھی گھمنڈ نہ ہوگا نہ پروا ہوگی ۔

سارا ۔ مجھے رہ رہ کر افسوس ہوتا ہے کہ تم کو کھیل کیلئے وقت نہ دیا گیا جس کے سبب سے تمہاری صحت خراب رہتی ہے ۔ کھیل سے بچے کو ورزش ہوتی ہے اس کی صحت درست رہتی ہے ، طبیعت بشاش رہتی ہے ۔ مجھے تو یہ طریقہ پسند نہ آیا ۔ کہ کھیل کا کوئی وقت ہی نہیں تھا ۔

ہاجرہ ۔ یہ آپ کا خیال ٹھیک ہے ۔ لیکن میں شکر سمجھتی ہوں کہ مجھ کو میرے والدین نے ایسی ایسی باتیں سکھائیں ۔ جن کے سبب سے میری زندگی کامیاب بن سکی ہیں اپنے والدین کی شکر گزار ہوں ۔ ان کا احسان مجھ پر ہمیشہ رہے گا ۔

مسنر عون۔ احسان کیسا ان کا فرض تھا انہوں نے ادا کیا۔
سارا۔ بیشک احسان، احسان کیسا نہیں خداوند کریم ایک ننھے بے بس بچے کو ماں باپ کے حوالے کر دیتا ہے اب وہ جس طرح چاہیں پرورش کریں۔ اگر وہ تعلیم دیں تو ان کا احسان ہے اگر وہ جاہل چھوڑ دیں تو ان کو اختیار ہے۔ کیا یہ احسان نہیں خود اپنے عیش و آرام کو چھوڑ کر اپنی عزیز کمائی کا پیسہ اپنی اولاد پر خرچ کریں۔ خداوند تعالےٰ جس کے دل میں ستر ماں کی محبت ہے اس کا احسان ہم مانتے ہیں تو کیا والدین کا احسان نہ مانیں ہم کو چاہئے اپنے والدین کے زیر احسان اور شکر گذار رہیں گے۔
مغلانی نے آن کر عرض کیا سرکار نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔
ہاجرہ۔ کیا سرکار آ گئے۔
مغلانی۔ جی ہاں سرکار کو تشریف لائے تو بہت دیر ہوئی۔

چھٹا باب

ہاجرہ۔ (میاں کے کمرہ میں جا کر میاں سے) کہو کیوں بلایا ہے؟
میاں۔ آج کون آیا ہے جو تم باتوں میں اسقدر مشغول ہو۔
ہاجرہ۔ مسنر عون اور بہن سارا کو میں نے بلایا تھا آپ تو دعوت میں گئے تھے۔ کہو شادی کیسی ہوئی۔ کون کون آیا تھا۔
میاں۔ نواب ہمت الدولہ بہادر نے تو کمال کیا بڑی ہمت اور اخلاق سے کام لیا عقد کے بعد چند مخصوص عزیزوں اور دوستوں کو کھانا کھلایا اور باقی سب کو ایٹ ہوم دیا ہے اب چار بجے میں ایٹ ہوم میں جاؤں گا

یہ طریقہ شادی کا بہت اچھا ہے۔ مجھے بہت پسند آیا' فضول رسمیں ترک کر دی گئیں۔ جہیز میں جو سامان بیکار دیا جاتا ہے۔ وہ بھی نہیں دیا۔ صرف ایک مکان بیس ہزار کا گنج کے چند زیور اور نقد روپیوں کا چیک دولہا کو دیدیا گیا کپڑے ضرورت کے لحاظ سے تیس بتیس جوڑے دیئے ہیں آج چھ بجے دلہن رخصت ہو گی۔

ہاجرہ ۔ شکر ہے خدا کا کہ ہمارا ملک وطن ہر طرح ترقی کر رہا ہے خدا اسکو نظر بد سے بچائے ہر شعبہ میں ہر جگہ ترقی ہی ترقی ہے۔ ورنہ یہی امیر پہلے صرف کپڑے سو سو جوڑے دو دو سو جوڑے دیتے تھے بڑی بڑی دیگیں دیگچے وغیرہ دیکر پیسہ برباد کرتے تھے یہ بہت اچھا ہوا۔ جو یہ طریقہ جاری ہوا" ماما نے آنکر کہا چائے تیار ہے میاں سے بیوی نے کہا چلو چائے پی لو۔ تاکہ میں اپنے مہمانوں کو چائے پلاؤں۔

میاں ۔ میں ایٹ ہوم میں جا رہا ہوں۔ وہاں پی لوں گا۔

ہاجرہ ۔ یہاں بھی ایک پیالی چائے پیتے جاؤ نا۔

میاں ۔ (چائے پیتے پیتے) مسز عون کون ہیں؟

ہاجرہ ۔ واہ یہ بھی خوب میری سہیلیوں کے نام تک بھی آپ کو معلوم نہیں۔

میاں ۔ تمہاری تو ایک نام کی چار چار پانچ پانچ دوست ہیں میں بھلا کیا سمجھوں کونسی مسز عون ہیں۔

ہاجرہ ۔ یہ مسز عون میرٹھ والے تاج الدین تحصیلدار کی لڑکی ہیں۔

میاں ۔ ہاں ہاں میں سمجھ گیا ان کے والد نے اپنے زمانہ تحصیلداری میں بے حد روپیہ کمایا۔ تنخواہ تو دو سو تھی مگر ہزاروں کی جائداد خرید لی۔ ایک محلہ ان کے مکانوں سے آباد ہے۔

ہاجرہ - میرے مہمان تنہا بیٹھے ہیں میں اب جاتی ہوں - اب آپ بھی صدہار ہیے تاکہ ہم سب چمن میں ٹہلیں پھریں - ہاجرہ اپنے مہمانوں کے پاس گئی کہا آپ مجھے معاف کیجئے آپ دونوں صاحبوں کو تنہا چھوڑ کر چلی گئی تھی ۔ ماما سے کہا کہ چمن میں کرسیاں رکھ کر چاے وہیں تیار رکھو میں نماز پڑھکر آتی ہوں سارا اور مسنرعون سے کہا بہن مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں نماز پڑھ لوں -

سارا - اب مجھکو جانے دو چار بجتے ہیں - باتوں میں ایسا دل لگا کہ وقت معلوم نہ ہوا - انشاء اللہ پھر کبھی آوں گی -

ہاجرہ - واہ ابھی سے آپ چلیں چاے پی کر شام تک جائیگا - یہ تینوں ملکر باغ میں گئیں وہاں بیٹھ کر چاے پی - ایک بی بی سواری سے اتر کر آئیں انہوں نے سلام کیا - ہاجرہ نے ہنسکر کہا وعلیکم السلام بہت اچھا ہوا - استانی جی جو آپ آگئیں - بسم اللہ چائیے پیجئے

مسنرعون - یہ کون بی بی ہیں ؟

سارا - یہ جگت استانی ہیں - جب اللہ میاں نے دنیا بنانے کا قصد کیا تو انہیں سے دنیا کا نقشہ بنوایا تھا - آخر اللہ میاں کو بھی انجنیر کی ضرورت تھی یا نہیں

مسنرعون و ہاجرہ نے ایک قہقہہ لگایا کہا بہن تم کو بھی خوب دل لگی سوجھتی ہے - عجیب آدمی ہو - کھانا ہضم کرنے کی چورن ہو -

سارا - دل لگی کیسی آخر یہ بھی تو معلوم ہو کہ یہ استانی ہیں کسکی تمام گھر ان کو استانی کہتا ہے - جگت استانی ہیں -

استانی - اوئی بوا و اداسنواں کو یہ بھی خبر نہیں کہ میں استانی کس کی ہوں - شہزادہ مرزا شمس قدر مرحوم کی ہوں - غدر کے بعد جو لکھنو تباہ ہوا تو میں ادہر چلی آئی -

ہاجرہ ۔ مسز عون (سارا سے) استانی جی کا بہت بڑا قصہ ہے (قابل سننے کے ہے ۔ ایک روز فرصت سے ان کا قصہ سنئے ۔

استانی ۔ بھلا میرا قصہ اور قابل سننے کے آپ کو میری مصیبت ہنسی ہوگئی میرا دکھ درد مذاق ہوگیا ۔

ہاجرہ ۔ استغفر اللہ نہیں ہرگز یہ خیال نہ کیجئے میں خود بھی اپنی سرگذشت کہہ رہی ہوں کاش آپ صبح سے آتیں تو سن لیتیں مسز عون سے اچھا اب اپنا موجودہ دستور العمل سنائیے کہ دن بھر کیا کیا کرتی ہیں ۔

سارا ۔ وہ سنائیں گی مجھ سے سنئے صبح کو بیگم صاحبہ نو یا دس بجے بیدار ہوتی ہیں ایک ماما یا چھوکری ان کے پیر دباتی ہے ، کامل ایک گھنٹہ تک چمپی کی جاتی ہے ۔ بیگم صاحبہ پڑے پڑے انگڑائیاں اور جمائیاں لیتی رہتی ہیں ۔ منہ ہاتھ آدھے گھنٹہ تک دھویا جاتا ہے ، ناشتہ سے فارغ ہوتی ہیں میاں کو ناشتہ نوکر کروا دیا کرتے ہیں ۔ بچوں کو آیا ناشتہ دیتی ہے ۔ بی بی صاحبہ ناشتہ سے فارغ ہوکر باورچی کو پانچ یا دس کا نوٹ دیتی ہیں اس کا جو دل چاہتا ہے بازار سے لاتا ہے ۔ نمک ، مرچ ، چاول ، گھی ۔ دال ۔ ہر ایک چیز روز آنہ بازار سے آتی ہے غلہ ماہانہ ایک دم نہیں منگایا جاتا ۔ دونوں بچوں پہ دو آیائیں نوکر ہیں یہ بچے تمام دن آیا کے پیچھے پیچھے پڑے پھرتے ہیں نہ ان کو کھانا وقت پر ملتا ہے ۔ نہ دودھ وقت پر ملتا ہے ۔ گریبان چاک کپڑے میلے عجب حالت سے پڑے پھرتے ہیں ۔ پیارے پیارے بچے آیا کے حوالے ہیں ۔ اسی بے احتیاطی کے ہاتھوں چار بچے نذر اجل ہوئے اور دو سخت جان بچ گئے ۔ بی بی صاحبہ ہیں کہ تمام دن کتاب ہاتھ میں ہے ۔ پلنگ پر یا آرام کرسی پہ پڑی رہتی ہیں ۔ خدا جانے کتنی کتابیں ختم ہوگئیں ۔ الماریاں کتابوں سے بھری ہوئی ہیں جن کے مضامین

ان کے پیٹ میں اتر رہے ہیں۔ نہیں نہیں پیٹ میں نہیں، بلکہ آنکھ کی راہ سے جاتے ہیں اور کانوں کے راستے نکل جاتے ہیں اگر پیٹ میں یا سینے میں رہتے تو اس کا اثر ضرور ہوتا۔ میاں جب نوکری پر جاتے ہیں۔ تو ان کے پیچھے ایک خفیہ پولیس لگی رہتی ہے ایک چھوکرا ساتھ رہتا ہے وہ آن کر کہتا ہے کہ صاحب آج فلاں جگہ گئے تھے فلاں سے بات کی بس پھر کیا تھا لڑائی شروع۔ کپڑے اتار کر الگنی کے حوالے آج یہ کپڑا گیا۔ کل خاصدان غائب آج پان کی ڈبیہ گئی۔ آیا کے حوالے بچوں کے کپڑے رہتے ہیں۔ کوئی دیکھنے والا تو ہے نہیں بیچارے بچوں کا چاندی کا کھلونا غائب ان کے کپڑے غائب غرض ہر ایک چیز پر افلاس ہے۔ جہیز کا جسقدر مسالہ تھا وہ سب سوئیاں و تاگہ والی (حیدرآباد میں سوئیاں دھاگہ بیچنے کے برتن اور کھلونے وغیرہ عورتیں تھیلوں میں رکھ کر فروخت کرتی پھرتی ہیں۔ ان کو سیاں پوت والیاں کہتے ہیں) کو دیکر برتن کھلونے خریدے جاتے ہیں۔ تمام مسالہ اسطرح تمام ہوگیا۔ اگر ان کو عقل ہوتی تو وہی مسالہ کسی مسالہ والے کو دیکر چکی کٹوری یا نیا مسالہ گوٹا کناری بنت وغیرہ خرید کر بچوں کی ٹوپیاں بنائیں یا اپنے لئے کچھ بنائیں۔ میاں کی تنخواہ سات سو ہے خرچ آٹھ سو۔ ان کے شوہر بھی بہت فضول خرچ ہیں۔ کوئی نیلام ایسا نہیں جہاں وہ نہ جاتے ہوں۔ بیکار سامان خرید لاتے ہیں ہمیشہ ہزار پانسو کا بل شاپوں کا موجود رہتا ہے۔ میاں کہتے ہیں عورت کو چاہئے پکائے ریندھے سئے پروے اچھے خوشنما کپڑے پہنے۔ بناؤ سنگار کرکے خوش خوش رہے بچوں کی نگہداشت اچھی طرح کرے۔ تمام دن پڑھنے سے کیا فائدہ وہ بھی کہانی قصہ کی کتابیں جن سے اخلاق خراب ہوتے ہیں۔ یہ پڑھا کرتی ہیں۔ کبھی جو دل گدگدایا جھٹ ویسی ساڑیاں خرید لیں۔ مدیورا کی نانڈیڑ کی باریک عمدہ نفیس ساڑیاں

پچیس تیس کو ایک ایک خریدی اس کو ایک بار پہننا چار روز تک نہیں اتارا چرمر ہو کر خراب ہو گئی ان کو یہ تو خیال کرنا تھا۔ کہ تیس روپے چار روز میں کوئیں میں ڈال دیئے اگر اسی ساڑی کو اچھی طرح پہنتیں رات کو اتار کر سوئیں۔ جب کہیں مہمان جاتیں تو پہن لیتیں وہ ساڑی دو چار برس کام دیتی اب تو چار دن میں اس کا فیصلہ ہو گیا

مسز عون۔ میں نے تو سو سو کی ساڑی گھر میں پہن کر پھینک دی ہے۔

ہاجرہ۔ بہت اچھا کیا بڑا کمال کیا اکثر لوگ ایسی بیبیوں کو سخی کہتے ہیں مگر میں ان کو بخیل کہوں گی اور پھوڑ بدسلیقہ کہنا بجا ہے۔ کیونکہ اصل سخی وہ آدمی ہے جو خود اپنے نفس پر کم خرچ کرے اور دوسروں کا خیال کرے خود گھر میں کھدر پہنے۔ پیسہ بچا کر کسی قومی کام میں دیدے یا کسی غریب کو دیدے اگر ہم عمدہ انگلش موٹر خرید سکتے ہیں تو نہ خرید کریں۔ بلکہ فورڈ لے کر کام چلائیں اس کا پیسہ جو بچے اس سے کسی غریب کی شادی کرادیں۔ لیکن برعکس اس کے انگلش نہ تنا قیمتی موٹر ہو۔ پوشاک نہایت بھاری ہو کوٹھی عالیشان ہو۔ غرض ہر چیز اپنے لئے قیمتی ہو گیا اس کا نام سخاوت ہے۔ میرے خیال میں یہ خاصا اسراف ہے جب ان کے شوہر کو پڑھنا پسند نہیں تو یہ ان کے سامنے کیوں پڑھا کرتی ہیں۔ بچو لہے میں جائے وہ کتاب جس نے گھر کو آگ لگادی یہی علم ایک روز روشنی دکھاتا ہے۔ اگر اس کا اچھا استعمال نہ کیا جائے تو تحصیل علم بیکار ہے اس لئے ہم مسلمان و ہندو ترقی نہیں کر سکتے علاوہ اس کے جب تک کہ ہم اپنی زبان میں تعلیم حاصل نہ کریں ہرگز ہماری زندگی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ انگریزی نے ہماری مٹی پلید کر دی ہے دو نوجہاں کے کام سے گئے نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔

ستارا۔ انگریزی نے تو ہماری آنکھ کھول دی دنیا کی سیر انگریزی زبان کے

ذریعہ ہو سکتی ہے۔ ہماری اردو میں کیا خاک وہی چند کتابیں مذہبی یا ناول وغیرہ ہیں۔ اور کیا ہے۔ جو آدمی سیکھے۔

ہاجرہ۔ جناب سینکڑوں کتابیں انگریزی عربی کی اردو میں ترجمہ ہوگئی ہیں۔ ہمارے سرکار نظام میر عثمان علی خان بہادر دام اقبالہ کے عہدِ سلطنت میں اردو یونیورسٹی قائم ہوگئی ہے۔ بہت سی کتابیں اردو میں ترجمہ ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ جناب حضرت علی محمد شاد رئیس عظیم آباد نے اردو کو زندہ کر دیا ہے۔ ان کی کتابیں دیکھنے کے قابل ہیں۔ شبلی نعمانی کی تصنیفیں پڑھنے کے لائق ہیں۔ مسز عون کے شوہر کو تو پڑھنے سے نفرت ہے برخلاف اس کے میرے شوہر کو بے حد شوق تھا۔ میری شادی کے دو مہینے بعد ایک بہت بڑے جلسہ کا کارڈ بلاوے کا آیا انہوں نے کہا کاش تم اسوقت وہاں جاتیں اسپیچ دیتیں لکچر دیتیں مجھے آرزو ہے کہ میری بی بی لکچر دے اسپیچ دے افسوس تمہاری تعلیم اس قسم کی نہیں ہوئی۔ میری تمنائیں خاک میں مل گئیں۔ یہ جملہ جب میں نے سنا تو میرے دل پر عجب طرح کا نشتر سا لگا کہ اب تک اس کا زخم تازہ ہے۔ پس میں نے دن رات تحصیل علم شروع کیا تنہائی میں اشعار کہتی مضامین لکھکر ان سے اصلاح لیتی۔ پس دن بھر یہی شغل رہتا پہلی عید جو شادی کے بعد آئی تو مجھکو والدہ صاحبہ نے بلایا میرے صاحب کی بھی دعوت کی بہت تکلف سے تیاری کی یہ مجھے میرے میکے چھوڑ خود اسی عورت کے گھر چلے گئے۔ رات کے بارہ بجے واپس آئے یہاں انتظار کھانے پر ہو رہا ہے پھول وعطر وغیرہ رکھے ہوئے ہیں بارہ بجے جو آئے تو بالکل بدحواس۔ یہ دیکھ کر میرے والدین کے ہوش اڑ گئے۔ مجھ سے پوچھا کیا ہر روز ان کی یہ حالت رہتی ہے اور تم نے ہم سے کچھ نہ کہا یہ کہکر پھول پہنا دیئے

اور ایک خاصدان اور ایک انگوٹھی عیدی داماد کو دیدی میں تو اپنے گھر آ گئی اس کے بعد سنا تمام رات میرے والدین کو نیند نہ آئی روتے رہے اور نوکروں پر خفا ہوئے کہ تم لوگوں نے کہا تھا (کہ انھوں لے شراب چھوڑ دی) اب ہم کو خبر ہوئی کہ ہماری نازوں کی پلی بچی یوں تکلیف میں ہے۔

استانی۔ اے بیوی آپ کو اسقدر رنج و تکلیف تھی تو آپ اپنے میکے کیوں نہ چلی آئیں وہ گھر ہی کس کام کا جہاں تکلیف ہی تکلیف ہو آپ کے والدین کے پاس خدا کا دیا سب کچھ ہے۔

سارا۔ تم نے بھی ایک ہی کہی اس لئے تو میں نے کہا تھا۔ کہ تم بس جگت استانی ہو اگر یہ اپنے میکے چلی جاتیں اور ان کے والدین ایک لفظ بھی داماد کو کہتے تو وہ فوراً اپنی بازاری عورت کو لاکر بٹھا دیتے۔ پھر ان کی کیا ضرورت رہتی۔ سینکڑوں گھر اسی میں تو تباہ اور برباد ہو گئے جہاں میاں بی بی کی کچھ ان بن ہوئی جھٹ لڑکی ماں کے گھر آ دھمکی اور ماں نے بے سوچے سمجھے لڑکی کی پشتی لینا شروع کر دی داماد اور ان کے عزیزوں کو ہزار ہا صلواتیں سنانے لگتے ہیں جس کے سبب سے بیٹی کا بنا بنایا گھر اجڑ جاتا ہے۔

استانی۔ کیا پھر آپ کے خاوند درست ہو گئے۔

ہاجرہ۔ ہاں خدا کا فضل ہو گیا غرض میرے والدین کو بے حد صدمہ ہوا۔ مگر زبان سے ایک لفظ بھی نہ کہا۔ اور نہ میری پشتی لی۔ اس طرح رہے گویا کچھ سنا ہی نہیں کوئی بات ہی نہ تھی۔

مسز عون۔ اچھا یہ تو کہو کہ وہ کمبخت عورت کس طرح چھوٹی۔

ہاجرہ۔ یہ جب مجھ پر مہربان ہوتے اور اپنی محبت کا اظہار کرتے تو میں کہتی آپ کا ایک دل ہے۔ ایک دل کے دو ٹکڑے نہیں ہوتے۔

ہم معتقد دعوےٰ باطل نہیں ہوتے
سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

آپ تو اپنا دل پہلے ہی ایک کو دے چکے ہیں۔ آپ ناحق مجھ سے اظہار محبت کرتے ہیں۔ بھلا ہم اس کے لائق کہاں وہ دل تو آپ نے دوسروں کو دیدیا یہ صرف زبانی جمع خرچ ہمارے لئے باقی ہے یہ سن کر وہ میرا منھ تعجب سے دیکھا کرتے اس طرح سے کہ گویا میں نے غلط کہا ہے۔ پھر کہتے بھلا تمہارا مقابلہ وہ کرسکتی ہے۔ وہ ایک بازاری عورت ہے۔ اس کو میں نے تنہائی کے خیال سے گھر میں ڈال لیا تھا۔ اب مروت یہ اجازت نہیں دیتی کہ اس کو الگ کروں۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ بھلا تم اپنے سے اس کو ملاتی ہو استغفراللہ یہ دل تمہارا ہے میں تمہارا ہوں تم میرے گھر کی میرے دل کی ملکہ و مالک ہو۔ میں جواب دیتی۔ بنی آدم اعضائے یک دیگر اند کہ در آفرینش زیک جوہر اند۔ مجھے اس عورت سے نہ حسد ہے نہ رشک نہ جلاپا ہے۔ میں نے آج تک اس کی صورت بھی نہیں دیکھی اس کا قصور ہی کیا۔ اگر آپ چاہیں تو آج اس کو الگ کرکے دوسری کو لاسکتے ہو۔ مرد تو ہر طرح سے آزاد ہیں۔ نہ ان کو عصمت کی ضرورت ہے۔ نہ شرم کی ضرورت ہے۔ نہ دنیا کا ڈر ہے کہ ہم ایسا کریں گے تو خلق خدا کیا کہے گی اور نہ ان کو یہ خیال کہ ایک بے بس عورت جو اپنے ماں باپ کے نازوں کی پلی گڑیا کی طرح سنوار کرکے ہمارے حوالہ کردی گئی ہے۔ ہمارے قبضہ میں ہے۔ اس کا دل میلا نہ ہو ہر طرح سے اس کی خوشی مقدم ہے۔ مرد تو یہ جانتے ہیں کہ چار بیویاں کرنی درست ہے اور اوپر سے جو اچار چٹنی نمک کالی مرچ مل جائے وہ سب جائز ہے۔ میاں یہ سب سن کر بے اختیار ہنس دیا کرتے اور کہتے کاش تم کو منطق

پڑھائی جاتی یا قانون تم پڑھتیں تو ایک اچھا وکیل یا بیرسٹر ہو جاتیں۔ تمہارے سوالات کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ اچھا تم کہو کہ پھر کیا کروں جس سے تم خوش رہو۔ میں نے کہا اگر آپ کو میری سچی محبت ہے تو آپ جو چار بجے سے شراب خانہ خراب کا دور شروع کرتے ہیں۔ ایک قلم ترک کر دیجئے۔ میں جب ہی جانوں گی کہ آپ کو میری الفت ہے۔ انہوں نے کہا اچھا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ چھوڑنے کی کوشش کروں گا اور آج سے اپنے وعدہ کو پورا کرکے دکھاؤں گا۔

میں نے کہا یا اللہ صرف کوشش آج سے شروع ہو گی تو چھوڑیئے گا کب؟

اُنہوں نے کہا اگر ایک دم چھوڑ دونگا تو میری صحت کو بہت نقصان پہنچے گا۔ رفتہ رفتہ انشاءاللہ چھوڑ دوں گا۔ جب سے تمہاری شادی ہوئی ہے۔ میں نے بہت کم کر دی ہے ورنہ روزانہ میرے ہاں جشن نوروز رہتا تھا۔ دس بارہ آدمی میرے دسترخوان پر ہوتے تھے، دراصل انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا بہت کم کر دی ہے جب یہ کم ہو گئی تو اس عورت کے پاس کا آنا جانا بھی بہت کم ہو گیا۔ دوسرے ان کو یہ بھی خیال ہوا کہ میری بی بی کے ماں باپ کا انتقال ہو گیا لڑکی بھی مر گئی وہ بہت مکدر و غمگین رہتی ہے منہ سے کچھ کہتی نہیں صحت بھی خراب رہتی ہے اگر میں اس وقت اس پر ظلم کروں تو یہ بھی مر جائے گی۔ خرچ بھی کبھی ۵۰ کبھی ۶۰ بھجوانے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر وہ خود بخود بھاگ گئی۔ اس کے گھر پر جو نوکر متعین تھے اُنہوں نے ایک روز آن کر کہا شوکت جان صاحبہ رات کو غائب ہو گئیں ان کی ماں اور چھوکری وغیرہ سب غائب ہو گئیں گھر کا سامان بھی نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے پہلے سے سامان غائب کر دیا گیا۔ یہ سن کر ان کو ممکن ہے رنج ہوا ہو لیکن مجھے خبر نہیں اور دس روز بہت سست تھے میں نے دریافت کیا۔ کیا سبب سست ہو تو جواب دیا کہ شوکت جان

بھاگ گئی میں نے نہایت تعجب سے کہا کیا واقعی بھاگ گئی ؟ کیوں کیا وجہ ہوئی۔ شاید آپ اس کے پاس نہ جاتے ہوں گے۔ جب ہی پریشان ہو کر چلی گئی یہ آپ کا قصور ہے پھر پچھتانے سے کیا فائدہ۔ میاں نے کہا کیا کروں جب اس کے پاس جاتا تم کو برا بھلا کہتی بے باک گالیاں دیتی۔ تم نے تو آج تک اس کو کچھ نہ کہا ہمیشہ اس کو ماہوار وغیرہ کی فکر تم کو تھی مگر تمہاری جان کی دشمن بنی ہوئی تھی جو اس کا دل چاہتا تمہاری نسبت کہتی تھی مجھے بہت برا لگتا تھا اس لیے میں نے اس کے پاس کا جانا بہت کم کر دیا تھا۔ وہ گھبرا کر چلی گئی۔ خیر اچھا ہوا خس کم جہاں پاک چند سال کے بعد خدا کے فضل سے میری دونوں بہنیں جوان ہوئیں میں نے نسبت ٹھہرائی شادی اپنے ماں کی خدا کے فضل سے میرے والد کا پیسہ تھا اور سرکار نظام نے وظیفہ بھی ہر ایک بچے پر مقرر کر دیا۔ بھائی جب تحصیل علم کر چکے نوکر ہو گئے۔ دونوں بھائیوں کی شادی میں نے کر دی چھوٹے جو بھائی تھے ان کو یورپ تعلیم کے لیے بھجوا دیا اب میں نے عراق کا سفر کیا کربلائے معلٰے بغداد شریف گئی وہاں سے واپس آ کر قومی خدمت میں لگ گئی اب دن رات اس میں لگی ہوں۔

مسز عون - خدا کرے اسی طرح یہ بلا ہمارے میاں سے بھی چھوٹ جائے دو سال سے میں اپنے میکے میں بیٹھی ہوں راج پاٹ اسی کا ہے۔ اب کیا چھوٹے گی اس نے تو گھر ہی بنا لیا ہے مجھے بہت سبق ملا۔ انشاء اللہ اب میں اپنے شوہر کے ساتھ اور قسم کا برتاؤ کروں گی۔ آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے میری آنکھیں کھول دیں۔

ساتواں باب

استانی کی بیتی

ہاجرہ ۔ اچھا اب استانی جی اب آپ اپنی بیتی کہیے ۔ دیکھئے چار درویش بیٹھے ہیں ۔ چاروں کے قصے بیان ہونا چاہیئں ۔

استانی ۔ بھلا میں کیا قصہ کہوں تم نے تو میرا نام جگت استانی ہی رکھدیا ۔ جب قصہ شروع ہوگا تو خدا جانے کیا کیا اور خطاب ملیں گے ۔

سارا ۔ استانی جی آپ براہ مہربانی اپنی سرگزشت کہیئے ہم ہرگز مذاق نہ اڑائیں گے ۔

استانی ۔ اچھا جب آپ سب کی یہی خواہش ہے تو بسم اللہ سُنئے ۔

استانی ۔ لکھنو میں جب غدر کی بھگدڑ ہوئی ۔ تو میں پریشان ہوکر حیدرآباد چلی آئی ۔ میرا اکلوتا لڑکا تھا جو لکھنو کے بادشاہ کی مصاحبت میں تھا نظر عنائت بادشاہ کی بہت تھی ہمارا گھر بھی سونے موتی سے بھرا پڑا تھا ۔ لاکھ کا گھر خاک ہوگیا سب کچھ جاتا مگر میرا لال مجھ سے جدا نہ ہوتا باغی میرے بیٹے کو پکڑ کر لے گئے نہیں معلوم اس کا کیا حشر ہوا ۔ جب میرا بچہ میرے کلیجہ کا ٹکڑا میرا نازوں کا پالا مجھ سے جدا ہو رہا تھا ۔ (آنسو پونچھکر) اس وقت مجھ سے کہہ گیا اماں جدھر خدا لے جائے آپ فوراً چلی جائیں ورنہ کسی کی خیر نہیں میرے دونوں بچے خدا کے بعد آپ کے سپرد ہیں میں نے فوراً دونوں بچوں کو ساتھ لے جنگل کا راستہ لیا دونوں ننھی ننھی سی جانیں چل سکتی نہ تھیں کبھی اس کو گود میں لیتی کبھی اس کو کلیجے سے لگاتی رات تمام راستہ چلتی دن کو کسی پہاڑ یا درے وغیرہ

میں چھپکر بیٹھ جاتی ۔شیر میرے سامنے سے گزر گیا ۔ سانپ کو میں نے پھلانگا قسم قسم کے جانور مجھے دکھائی دیتے مگر مجھے کچھ نہ ہوا ۔ میں کمبخت صحیح سلامت حیدرآباد میں پہنچی کاش شیر ہی کھا گیا ہوتا ۔ سانپ نے ہی مجھ بدبخت کو ڈس لیا ہوتا تو یہ مصیبت نہ اٹھائی ۔ (بے اختیار رونے لگیں)

ہاجرہ ۔ استانی جی مت روؤ آپ کو تکلیف ہوتی ہو تو یہیں پہ ختم کر دیجئے میرے دل کو سخت صدمہ ہو رہا ہے ۔

مسز عون ۔ اُف کیا درد بھری داستان ہے ۔

استانی ۔ جب میں حیدرآباد پہنچی ۔ جو کچھ بچا بچایا میری کرسے بندھا تھا ، بیچ باچ کے کھایا جب سب ہو چکا تو فاقوں کی نوبت آئی حیدرآبادی لوگ نہایت رحم دل فیاض مہمان نواز ہوتے ہیں ۔ مروت کے پتلے جس محلہ میں میرا گھر تھا ۔ وہاں ایک امیر کا مکان تھا ۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ میں تکلیف میں ہوں ۔ مجھے بلوا بھیجا ماہانہ چالیس روپے مقرر کر دیئے بڑا سخی داتا تھا ۔ ان کا نام نواب امداد جنگ بہادر تھا خدا ان کو بخشے ان کی کروٹ کروٹ جنت نصیب ہو ۔ میرا رواں رواں دُعا دیتا ہے ۔ یہ گوشت پوست سب انہیں کا ہے ۔ میری بوٹی بوٹی ان کی احسانمند ہے ۔ میں کیا ان کا احسان ادا کر سکتی ہوں ۔ صرف دعا دیتی ہوں اس طرح سینکڑوں سادات کو ان کے دربار سے ماہوار ملتی تھی کسی کو چالیس کسی کو پچاس پندرہ بیس کسی کو دس پانچ غرض ہر حیثیت کے آدمی کو اعلیٰ قدر مراتب ماہوار ملتی تھی بڑے بڑے مولویوں کو معقول تنخواہ دی جاتی تھی ۔

سارا ۔ میں تو حیدرآبادیوں کو پسند نہیں کرتی کیونکہ جب خدا ان کو حکومت کی کرسی پہ بٹھاتا ہے تو اس وقت وہ اپنے ملکی بھائیوں کی مدد نہیں کرتے ان کو نوکری نہیں دلاتے ان کی دستگیری نہیں کرتے یہ خیال کرنا چاہئے

کہ حکومت ہمیشہ رہتی نہیں وقت اور موقع کو غنیمت جاننا چاہئے۔ جو اس سے
اپنے بھائیوں کی بھلائی کے لئے کر دینا چاہئے تاکہ اپنا ملک ترقی کرے آخر یہ ملکی
لوگ جائے کہاں حیدر آباد سے باہر ان کو نوکری ملتی نہیں، صنعت و حرفت نہیں
آتی کہ روٹی کما سکیں۔ جب ان کی فریاد کوئی نہیں سنتا تو ملکی غیر ملکی کا جھگڑا
نکالتے ہیں۔ ناحق کا جھگڑا ہے جس کے سبب سے ملکیوں کا نقصان ہوتا ہے۔

مسز عون ۔ میں اب جاؤں گی بہت دیر ہو گئی نو بج چکے کیا رات
کا کھانا بھی کھلانے کا قصد ہے۔

ہاجرہ ۔ ذرا اور ٹھہر جائیے استانی جی کا قصہ تو پورا سُن لیجئے اچھا
استانی جی یہ تو کہیئے کہ آپ کے ساتھ کوئی نوکر وغیرہ تو نہ آیا ہو گا۔ پھر اکیلی کیونکر
چلی آئیں۔

استانی ۔ اوئی بیٹی غدر کے زمانہ میں کون کس کا تھا۔ نفسی نفسی کا بازار
گرم تھا کہاں کے نوکر کہاں کی دولت کہاں کی عزت سب خاک میں مل گئی۔
خدا وہ دن پھر نہ دکھائے۔ ہمارے نصیبوں کی بس وہی قیامت تھی صرف چالیس
روپیہ پر ہی گزر نہ تھا نواب صاحب کے گھر کی سلائی سیتی اس کی مزدوری الگ
مجھے ملتی میرے بچے کی تعلیم نواب صاحب نے خود اپنے ذمہ لی۔ سالہا سال گزر
گئے دونوں بچے جوان ہو گئے لڑکے کو سو روپیہ کی نوکری نواب صاحب نے
دلوادی لڑکے کی خواہش تھی کہ دلہن حسین ہو۔ ہمیشہ مجھ سے یہی کہتا۔ ایسی
بی بی لاؤ جو محفل کی ناک ہو میں کہتی ابھی شادی نہ کر ماہوار کم ہے کافی نہ ہو گی
تکلیف اٹھانی پڑے گی۔

سارا ۔ بڑے بڑے امیر لوگ حسین ڈھونڈتے ہیں تو انہیں ملتی حسین ہے
کمیاب بھلا سو روپیہ کے ماہوار دار کو کہاں سے حسین بی بی ملتی تعلیم یافتہ تو آج کل

خدا کے فضل سے بہت ملتی ہیں مگر حسین لڑکی ملنا تو سخت مشکل ہے۔ یہ بھی خدا کی مہربانی ہے۔ حسن جس کو وہ عنایت کرے علم کوشش سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک سیاہ فام بدشکل عورت کوشش سے حسین نہیں بن سکتی۔ دیکھئے کرسٹانیوں کو کیا کالی کالی ہوتی ہیں۔ یہ معمولی عورتیں ہوتی ہیں کوشش سے بی۔ اے۔ ایم۔ اے ہو جاتی ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوشش سے علم آجاتا ہے مگر حسن نہیں آتا۔ حسن خداداد نعمت ہے۔

مسز عون۔ یورپ و ایران و ٹرکی میں حسن چاروں طرف دکھائی دیتا ہے ایک سے بڑھکر ایک حسین ہے۔

ہاجرہ۔ یہ نہ کہیئے وہاں بھی حسن عالمگیر نہیں ہے۔ البتہ رنگ گورا ہوتا ہے بوجہ سرد ملک ہے اسلئے رنگ صاف ہوتا ہے۔ حسین ان میں بھی سو میں دو چار ہی ہوتے ہیں۔ البتہ اچھی صورت کہہ سکتے ہیں۔ حسن چیزے دیگر است۔ ایران میں جو عورتیں عالی خاندان ہوتی ہیں البتہ وہ سچ مچ کی حسین ہوتی ہیں۔ حسن اس کا نام ہے قد موزوں سڈول بدن ناک آنکھ درست رنگ سرخ و سفید کمر پتلی لمبے سیاہ بال وغیرہ وغیرہ کا۔

سارا۔ اچھا آخر شادی ہوئی بھی؟ بی بی کیسی آئی۔ لڑکی کی شادی کس سے کی۔

استانی۔ جب میرے عزیزوں کو معلوم ہوا کہ میں حیدرآباد میں ہوں یکے بعد دیگرے لکھنؤ سے حیدرآباد آتے گئے۔ اپنے ایک عزیز کے لڑکے سے پوتی کی شادی کر دی۔ خدا کی کرنی دیکھو اس کے لڑکے کو ایک بڑی خدمت مل گئی شکر ہے کہ بچی تو اپنے گھر میں خوش اور آسودہ ہے۔ مگر پوتے نے میرے منع کرنے پر بھی شادی کر لی لیکن اس کو دلہن پسند نہ آئی جلوہ کے روز سے

صورت بنائی اور مجھ سے ناراض ہو گیا صاف کہا تم نے دشمنی کی دلہن بدصورت ڈھونڈی میں نے منع کیا اور کہا بیٹا تیری ماہوار سو روپیہ ہے احسن حیدرآباد میں کم ہے میں کہاں سے ڈھونڈ کر لاتی پوتا تو ناراض تھا ہی پوت بہو صاحبہ گھونگٹ کے اندر ہی مجھ سے پرخاش کرنے لگیں۔ جہاں میری صورت دیکھی تو فوراً تیوری میں گرہ پڑ گئی۔ میرا ہر کام ہر ایک بات اس کو بری لگتی تھی۔ جب ان کا گھونگٹ اٹھا تو میاں سے کہنے لگی کہ الگ گھر کرو۔ میرا اس گھر گزارہ نہیں ہو سکتا بچہ تو مجھ سے پہلے ہی سے رُکا رُکا تھا ملنے میں نے الگ رات و دن میرے لئے سوہان روح تھے۔ پوتے کی کیفیت سنئے میرے سامنے بیوی کو برا کہتا اس کے سامنے اس کی سی گاتا جو وہ کہتی اس کی ناز برداری کرتا نتیجہ یہ ہوا اور ہونا بھی چاہیے تھا کہ روز بروز اس کا دماغ آسمان پر چڑھتا گیا۔ اب لگی ٹونے ٹوٹکے تعویذ گنڈے کرنے۔ اندر ہی اندر جو کچھ زیور تھا سب فروخت کر کے تعویذ گنڈوں میں لگا دیا میاں کہتا یہ چیز کیوں بیچی تو جواب ملتا میرا دل چاہا میرے جہیز کا مال تھا۔ مجھے اختیار ہے یہ اپنا سا منہ لے کے رہ جاتا جب میں نے دیکھا کہ صرف میرے سبب سے یہ تمام مصیبت ہے میں نے حج کا قصد کر لیا جو کچھ میرے پاس تھا سب کی اشرفیاں بنا کر ایک ٹین کے عصا میں ڈال اور فقیرنی کا بھیس کر کے حج کو روانہ ہوئی۔ میرے ساتھ میری جان پہچان کی ایک بیوی بھی ہو لیں جب حج کو روانہ ہوئی تو راستہ میں ہمارا قافلہ لٹ گیا۔ تمام لوگ پریشان ہو گئے۔ بہت سے مارے گئے میرے بدن پر گیروے رنگ کا برقع تھا۔ فقیرنی بنی ہوئی تھی ایک بدو نے آنکر کچھ اپنی زبان میں کہا اور مجھے اپنے گھر لے کر گیا اپنی بی بی سے کہا۔ یہ درویش ہے میں نے اس کو مہمان کیا ہے تو اس کے لئے کھانا تیار کر بہت تکلف کا کھانا پکا اس کی بی بی نے کہا میرے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں ہے

میں کیا تیار کروں۔ ایک پیسہ بھی میرے پاس نہیں ہے۔ وہ بڈّو اپنی بیوی پر بہت خفا ہوا کہا یہ بکری جو صحن میں بندھی ہے اس کو ذبح کرکے فوراً دعوت کی تیاری کر اس کی بی بی نے کہا یہ بکری دودھ دیتی ہے میرا بچہ پیتا ہے۔ اس کو میں ذبح کیونکر کروں۔ بچہ دودھ کیا پیئے گا۔ اس کو جو غصہ آیا تو اٹھا میرے بازو میں جو لکڑی تھی وہ لے کر اس کو مارنا چاہا کہ وہ لکڑی ایک پتھر پر جا کر زور سے لگی اس کے اندر جو اشرفیاں تھیں سب چھنا چھن گر پڑیں۔ یہ دیکھ کر وہ بڈّو میرے پاؤں پر گر پڑا۔ کہا تم سچی درویش ہو یہ معجزہ دکھایا میرے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا خدا نے دیا یہ کہکر وہ خوش خوش اپنی بی بی کو سب اشرفیاں دے دیں کھانا پکایا گیا میری دعوت ہوئی۔

ہاجرہ دسارا۔ (بے اختیار ہنسکر) استانی جی آپ کا قصہ بھی عجیب ہے آپ نے رولایا بھی ہنسایا بھی دیا۔ ٹین کے عصا میں اشرفیاں کیوں بھر لی تھیں۔ آخر اس کا سبب کیا۔

استانی جی۔ کیا کرتی مجھے معلوم تھا کہ عربستان میں قافلے بہت لٹ جاتے ہیں۔ جانوں کی خیر نہ تھی۔ میں فقیرنی کیا بنی تھی خدا نے دراصل فقیر کر دیا اب بھیک مانگنے کی نوبت آئی جب ایک قافلہ وہاں سے روانہ ہوا تو میں بھی ساتھ ہو لی۔ بچارے قافلہ والوں نے چندہ کرکے میرا خرچ پورا کر دیا اپنی پوتی کو تار دیا اس نے کچھ بھیجا تو حیدرآباد واپس آئی۔ یہاں آنکر کیا دیکھا کہ پوتے صاحب نے اپنی بی بی کو چھوڑ دیا ہے وہ اپنے میکے جا کر بیٹھی ہے۔ ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کا باپ تو پہلے ہی مر چکا تھا اب بھاوج صاحبہ کے پاس ہے۔ رات دن میں ہزار صلواتیں سنا کر بھاوج کھانا دیتی ہے۔ ہمیشہ یہی کہتی ہے ہمارا فرض تھا شادی کر دی اب یہ کمبخت لڑکر آئی ہے۔

اس کو کہاں سے عمر بھر کھانا کھلاؤں۔ آخر اس کا منہ کب کالا ہوگا۔ جاتی کیوں نہیں ساس کو لڑ کر گھر سے نکال دیا۔ بیچاری فقیرنی کا بھیس لے کر گھر چھوڑ کر بھاگ گئی تو خود کیوں میاں کو لے کر نہ بیٹھی۔ ساس بری تھی شوہر تو اچھا تھا۔ تیرا مرید ہو کر بیٹھا تھا پھر کیوں آئی یہ سب باتیں شہد کے گھونٹ کی طرح پی جاتی ہے۔ ایک جواب نہیں دے سکتی۔ خدا کی شان دیکھو جس کا مزاج وہ عالی تھا اب یہ حالت ہوئی کہ بھائی کے بچوں کے نہالچے بدلتی ہے۔ بھاوج کی خوشامد کرتی ہے سل کی بیماری ہو گئی منہ سے خون آتا ہے میرا پوتا بیمار پڑا ہوا ہے۔ جو کچھ گھر میں تھا سب تاراج و ویران ہو گیا کچھ تو نوکروں نے چرا لیا سونا چاندی ملا سیانوں کے حوالے ہوا۔ یہ یک بینی و دو گوش بیٹھا ہوا ہے۔ مجھ سے مل کر بہت رویا میں نے کہا اب بی بی کو بلا لے کب تک وہ میکے میں رہے گی لیکن وہ راضی نہ ہوا میں بہو کے پاس چلی گئی۔ وہیں رہتی ہوں ماہانہ دس روپیہ انہیں نواب صاحب مرحوم کی جاگیر سے میرے لئے ان کے ایک عزیز نے مقرر کیا ہے اس سے پیٹ پال کر ان کے حق میں دعا دیتی ہوں۔

ہاجرہ۔ آپ نے میری سرگزشت سن لی اور استانی صاحبہ نے بھی اپنے گذشتہ حالات بیان کئے اب آپ اپنی بیتی سنا کر چار درویشوں کی کہانی پوری کیجئے

سارا۔ انشاء اللہ ضرور بیان کروں گی لیکن اس وقت مجھے گھر جانا ہے بہت دیر ہو گئی کل آپ اور مسز عون استانی صاحبہ میرے ہاں آئیے وہیں۔ کھانا بھی کھائیے تمام دن رہئے فرصت سے کہوں گی۔

ہاجرہ۔ (مسز عون کو مخاطب کر کے) اچھا یہ تو کہئے آپ اپنے خاوند کو کس طرح رام کریں گی۔ وہ تو ایک عورت کو لئے بیٹھے ہیں۔ آپ اپنے میکے میں براجی رہی ہیں آخر جو کچھ میں نے کہا دماغ پاشی کی آپ کی سمع خراشی کی اس سے

کچھہ نتیجہ بھی نکلا یا نہیں ۔

مسز عون ۔ بہت کچھہ نتیجہ برآمد ہوا ایک ایک حرف میرے دل پر نقش کالحجر ہوگیا ہے اب میں اپنے شوہر کو خود مناوں گی اُن کو خط لکھہ کر بلاوں گی اون سے معافی مانگونگی اس کے بعد ان کی اطاعت کرکے اُن کا دل ہاتھہ میں لوں گی۔ ان سے کہوں گی کہ اس عورت کو علیٰحدہ کسی گھر میں رکھئے میں الگ رہوں گی اور کبھی نہیں لڑوں گی۔ میں سچ کہتی ہوں آپ کی ہمیشہ مرہون منت وممنون احسان رہوں گی آپ کی نصیحت آمیز بیان نے میرے دل پر بڑا اثر کیا میں نے اپنے دل میں اسوقت بہت نادم ہوں کہ اپنے شوہر پر میں نے بڑا ظلم کیا ورنہ نظرۃً وہ بہت نیک ہیں ۔

سارا ۔ (ہاجرہ سے) خدا کا شکر ہے وہ بچھڑے ہوئے تمہارے سبب سے مل جائیں گے جب انہوں نے خود دل میں عہد کرلیا ہے تو ضرور اپنے میاں سے ملیں گی لو خدا حافظ ۔

آٹھواں باب

سارا کا قصہ

ایک نہایت حسین لینڈو گاڑی جس میں مشکی رنگ کے ویلر گھوڑوں کی جوڑی جتی ہوئی ہے ایک خوبصورت وعالیشان کوٹھی میں جو ایک خوش منظر مقام پر واقع ہے جس کا چمن اقسام کے پھول پتوں سے لہلہا رہا ہے داخل ہوئی۔ سیدھی زنانی ڈیوڑھی پر جا کھڑی ہوئی۔ ڈیوڑھی دارنی نے اندر جاکر خبر کی ایک پیش خدمت کو صاحب خانہ نے حکم دیا کہ جاکر سواری اترالو۔ جو بیوی اس گاڑی میں آئی تھیں اتر کر محلسرا میں داخل ہوئیں۔ صاحب خانہ نے

نہایت تپاک سے اپنے مہمان کو گلے لگایا ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر ڈرائینگ روم میں لے گئیں اور کہا بہن ہاجرہ تم تو ٹھیک وقت پر آگئیں اب مسنر عون وغیرہ کا انتظار ہے۔

ہاجرہ۔ کہئے اب آپ کا مزاج کیسا ہے؟ مجھے تو رات کو رہ رہکر بیچاری استانی کا خیال آیا کیا دراصل قابل رحم ہے ہر طرح سے لٹ گئی۔

سارا۔ میری بھی یہی کیفیت رہی ان کی تکالیف کا سماں آنکھوں کے سامنے کھچا رہا۔ ماما نے آنکر کہا سواری آئی ہے صاحب خانہ نے کہا اتروا لو مسنر عون اترکر آئیں ساتھ ہی استانی جی بھی آگئیں اور ایک مہمان مس یوسف شاہ بھی آگئیں۔

ہاجرہ۔ (مسنر عون سے مخاطب ہوکر) یہ تو کہو آپ نے میاں کو خط لکھا یا جو کچھ سُنا اس کان سے سُن کر اس کان سے اڑا دیا۔

مسنر عون۔ رات ہی کو میں نے حسب وعدہ خط لکھدیا اماجان کو دکھایا تو انہوں نے کہا تم خط ہرگز نہ لکھو اس میں تمہاری سبکی ہے۔ مرد کو چاہئے کہ خود آکر بیوی کو لے جائے یا سسرال والے آن کر منا کرلے جائیں تم اگر میاں کو بلاؤ گی تو تمام سسرال میں ناک کٹ جائیگی لیکن میں نے اماں جان سے کہدیا اصل میں میرا قصور تھا وہ لوگ کیوں آنے لگے۔ ساس نندوں میں نے کیوں بُرائی مول لی وہ میرے پاس آئیں گی۔ ہرگز نہ آئیں گی اس لئے مجھے چاہیئے پیش قدمی کروں میں نے خط ڈاک میں ڈلوا دیا۔

سارا۔ (ہاجرہ سے) بے انتہا خوشی کی بات ہے کہ تمہاری سرگزشت سے ایک بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچا۔

ہاجرہ۔ کیا کسی اور مہمان کو بھی بلایا ہے۔

سارا۔ ہاں میں نے مسنر جیکشن کو بھی مدعو کیا ہے۔ میری ولایت کی سہیلی ہیں شاید آپ کو ان سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وہ قابل ملنے کے ہیں۔ ان کے

خاوند کا نام تو سُنا ہو گا۔ یہاں کے مشہور بیرسٹر ہیں۔

ہاجرہ۔ بھلا مسٹر جیکسن کو کون نہیں جانتا۔"

اتنے میں مسٹر جیکسن آگئیں صاحب خانہ نے ان کو سب مہمانوں سے ملایا اور سب ملکر کھانے کے کمرہ میں گئے۔

مسز عون۔ کیا عمدہ پلاؤ ہے۔ ایلو اس میں آلو بخارا بادام خوبانی زردآلو وغیرہ بھی پڑے ہیں اس کو کسطرح پکاتے ہیں۔

سارا۔ باورچی سے ترکیب پوچھنی چاہیے مجھے تو کھانا پکانے میں مطلق دخل نہیں ہے۔ یہ میوہ پلاؤ ہے۔ بس اتنا ہی میں جانتی ہوں۔

ہاجرہ۔ اس کی ترکیب مشکل ہی کیا ہے جو باورچی سے پوچھا جائے۔ معمولی پلاؤ کی طرح پکاتے ہیں۔ کشمش و بادام وغیرہ کو دو تین گھنٹہ بھگو دینا چاہیے دم دینے کے وقت اوپر سے ڈال دیتے ہیں۔

مسز عون۔ ہر چیز کا وزن کس قدر ہو۔

ہاجرہ۔ چاول اور گوشت کی مناسبت سے میوہ جات ڈالنا چاہئیں۔ مسلم مرغ کباب بھی خوب پکا اس کی ترکیب پکانے کی تم کو معلوم ہے۔

مسز عون۔ مجھے معلوم نہیں آپ ہی بتایئے آپ تو میری رہبر ہادی ہیں۔

ہاجرہ۔ بطہو یا مرغ یا اور کوئی پرند مرغابی اور بٹیر وغیرہ دن کو اگر کھانا ہے۔ تو رات کو اور رات کو اگر کھانا ہے تو صبح ہی کو ذبح کرنا چاہیے پکانے کے تھوڑی دیر قبل کچوکے مار کر نمک و کالی مرچ لگا کر تھوڑی دیر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس کے بعد پانی اور گھی تھوڑا سا ڈال کر بط یا جو جانور ذبح کیا گیا ہے دیگچی میں چڑھا دینا چاہیے جب سُرخ ہو جائے۔ اور بالکل گل جائے تو تھوڑی سی اورسٹر ساس اور سرکہ ڈال دیا جائے چند لمحوں کے بعد اتار لیا جائے پھر تو گوشت اسقدر گل جاتا ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کیلا کھا رہے ہیں۔

سارا۔ (اپنی مغلانی سے) مربوں کا پارسل جو کل آیا ہے۔ اس میں سے مربے نکال کر لاؤ۔" جب مربے آگئے تو مہمانوں نے ہر ایک قسم میں سے کچھ نہ کچھ کھایا سارا نے اپنے مہمانوں سے دریافت کیا۔ یہ تو بتائیے یہ جالی دار مربہ کاہیکا ہے۔ ہاجرہ نے جواب دیا غالباً پیٹھے کا ہے۔ کیا خوبصورت نقش کیا ہے معلوم ہوتا ہے۔ بادام کی جالی جو مدراس اور حیدر آباد میں بنائی جاتی ہے رکھی ہوئی ہے۔

سارا۔ جناب یہ کچے بانس کا مربہ ہے۔ کس قدر موٹا بانس ہوگا۔ جس کی چلکتیاں طشتری کے برابر ہیں اور یہ مربہ تاڑ کے کویوں کا ہے جیسے حیدر آباد میں منجل کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے گویا بلور کے ٹکڑے رکھے ہیں۔ کروندوں کے مربہ کو دیکھو سرخی تک باقی ہے اسی طرح کریلوں کی سبزی باقی ہے اور کرواہٹ نام کو نہیں

ہاجرہ۔ واقعی کس قدر نفیس مربے ہیں میں نے تو آج تک ایسے مربے کھائے نہیں کریلوں کا بیج موجود چھلکوں کی سبزی موجود اور کرواہٹ نام کو نہیں۔ اسی طرح آم کی کیریاں مسلم رکھی ہوئی ہیں اور اندر سے گٹھلی غائب کیا صناعی کی گئی ہے۔ واہ واہ سبحان اللہ یہ مجموعہ بھی خوب ہے کیری و کروندہ اور سیب ملا کر جو بنایا ہے یہ چین کے چوں چوں کا مربہ ہو گیا ہے۔

سارا۔ اس کی لطافت و نفاست کو چوچو کا مربہ کہا جا سکتا ہے۔ شیرا دیکھئے بالکل پانی معلوم ہوتا ہے کس قدر صاف کیا ہے۔

مسز عون۔ یہ مربے کہاں سے آئے میں نے تو مدت العمر میں کبھی ایسے مربے نہیں دیکھے کھانا تو درکنار کس قدر نایاب ہیں۔

سارا۔ مرشد آباد کے نواب صاحب کے ہاں سے تحفتہً آئے ہیں ورنہ یہاں کے رکابداروں کو یہ ترکیبیں اور صفتیں کہاں معلوم۔ کھانے سے فارغ ہونیکے بعد

سارا بیگم سب مہمانوں کو لئے ہوئے اپنے شاندار نشست کے کمرہ میں داخل ہوئیں ۔

مسز عون ۔ استانی جی آپ اخبار پڑھکر سنائیے ہم سب چپکے سے سنیں گے ۔

استانی ۔ شاید تم سب کی زبانیں تھک گئیں کھانا کھاتے کھاتے دنیا کی بکواس تو ختم کردی ۔ ہمارے زمانہ شباب میں کھانا کھاتے وقت بات چیت نہیں کرتے تھے اس مقولہ پر عمل تھا اول طعام بعدہ کلام اب تو دنیا ہی نرالی ہے ۔ گنگا الٹی بہتی ہے ۔ تم لوگوں کی زبان ہے یا قینچی ایک منٹ کیلئے نہیں رکتی یا ایک ریل ہے کہ چلی جارہی ہے ۔ شاید تم سب تھک گئیں جو مجھ سے فرمائش ہورہی ہے

مسز عون ۔ استانی جی اگلے زمانہ کے لوگوں کو وقت کی قدر نہ تھی ۔ وقت بہت خراب کرتے تھے ۔ آجکل کے زمانہ میں لوگوں کے نزدیک وقت بہت قیمتی چیز ہے اسلئے ادھر ادھر کی غپیں کھانے کے وقت لگاتے ہیں تاکہ وقت اچھی طرح کٹے اور غذا اچھی طرح چبے تو ہاضمہ کو بھی فائدہ ہے اس میں یہ حکمت مضمر ہے کیا آپ کو ہماری باتوں میں لطف نہ آیا ۔ آپ لوگ ہمیشہ اگلے زمانہ کی برائی کرتے رہتے ہیں اگلے زمانہ میں رکھا ہی کیا تھا ۔ برقی روشنی کہاں تھی ۔ ٹیلیفون کہاں تھا نہ دخانی جہاز تھا نہ ڈاک کا انتظام تھا اب تو سینکڑوں میل کے فاصلے سے بات کرنی ہو تو بذریعہ ٹیلیفون کے منٹوں میں بات کرلو ۔ ہزاروں میل کی خبریں ٹیلیگراف کے ذریعہ سے گھنٹوں میں آجاتی ہیں جو بات مہینوں کیا برسوں میں ناممکن تھی ریل کو دیکھئے یا تو چھ مہینے میں حیدرآباد سے بمبئی آدمی جاتا تھا اس پر راہ میں راہزنوں ڈاکوں کا خطرہ لٹ جانے کا خوف جان جانیکا اندیشہ اب تو دوسرے دن یہاں سے بمبئی پہنچ جاتے ہیں ۔ بجلی کی روشنی کا یہ حال ہے کہ ایک کھٹکا کھولا سارا گھر روشن ہوگیا

روشنی بھی کیسی شفاف جیسے چاندنی اگلے زمانے کو اب سے کیا نسبت ہے یہ باتیں خواب میں بھی نصیب نہ تھیں اب تو جدھر دیکھو ہر چیز میں ترقی ہی ترقی ہے۔

ہاجرہ ۔ استانی جی آپ کو رینڈی کا تیل ٹال کر تیل سوز روشن کرنا یاد ہوگا (ایک رسالہ ہاتھ میں لے کر) لو استانی جی اس کو پڑھو۔

استانی ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ پھر میرے آگے اخبار رکھا مجھے ان اخباروں سے سخت نفرت ہے ۔ اس میں یہی جھگڑا ہوگا ہندو مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں۔ سوامی شردھانند نے تو مسلمانوں کے گلوں پر چھری پھیر دی محمد علی شوکت علی ہندو مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے والے کہاں ہیں اب کچھ نہیں بولتے آپس کے جھگڑے کیوں نہیں چکاتے ۔ اخبار پڑھکر میری طبیعت اور اوٹ جاتی ہے ۔ اسلئے میں نے اخبار دیکھنا ہی یک قلم چھوڑ دیا ۔ نہ میں گاندھی جی کی طرف بولوں گی نہ میں انگریزی کی پیچ کرتی ہوں میں تو حق کا ساتھ دینے والی ہوں اب اس میں کوئی خوش ہو یا ناخوش ۔ ابحر شتاب ملامت۔

ہاجرہ ۔ یا اللہ خیر استانی جی آپ کیوں بگڑ گئیں آپ سے کہتا کون ہے کسی طرف بولئے یا نہ بولئے اپنی جگہ پر آپ ثالث بالخیر بھی بن گئیں مان نہ مان میں تیرا مہمان ۔

استانی ۔ بگڑوں کس پر ان اخباروں کو آگ لگا دینے کو جی چاہتا ہے ان کی وجہ سے اور نفاق پھیل رہا ہے یا تو انگریزوں اور ہندیوں میں جنگ ہو رہی تھی اور ہندو مسلمان ایک ہو گئے تھے یا اب ہندو مسلمانوں میں کشتم کشتا ہونے لگی ۔ اخبار والے غضب کے ہوتے ہیں ایک ہندوؤں کی گاتا ہے تو ایک مسلمانوں کی پشتی لیتا ہے ۔

ہاجرہ ۔ استانی جی آپ کو تو اخباروں سے نفرت ہی ہوگی ۔ لیجئے میں

ایک مضمون پڑھکر سناتی ہوں (ظل السلطان) کھول کر اس میں ایک عجیب خبر چھپی ہے۔ حسن آرا بیگم عزیز احمد بیرسٹر کی لڑکی نے ایک ہندو سے شادی کر لی۔ اس کو بہت برا بھلا کہا ہے۔ واقعی نہایت افسوس کی بات ہے ایک مسلمان لڑکی ہندو کے ساتھ شادی کرے کس قدر شرم کا مقام ہے۔

مسز یوسف شاہ ۔ کیا کمبختی مسلمانوں کی ہے جدھر دیکھو تباہی تباہی (مسز جیکسن کو مخاطب کرکے) آپ تو ان کو جانتی ہوں گی۔

مسز جیکسن ۔ ہاں اچھی طرح سے واقف ہوں۔ جب اس لڑکے نے شادی کی تو اس کے والدین شریک نہیں ہوئے سب اہل خاندان ناراض ہیں ساری برادری کی ناک کٹ گئی۔

ہاجرہ ۔ آپ کے لئے ذلت کا باعث کیوں ایک زمانہ وہ تھا کہ ہندو مہاراجگان بطیب خاطر مسلمانوں کو اپنی بیٹیاں دیتے شہنشاہوں کے پاس ڈولے بھجواتے صرف مہارانا اودے پور نے اپنی لڑکی نہیں دی تھی جس پر اس سے قیامت خیز جنگ ہوئی اور اکبر کو آخر فتح ہوئی۔ البتہ مسلمانوں کیلئے باعث ندامت ہے۔ مسلمان لڑکی ہندو کے ساتھ عقد نکاح نہیں کر سکتی۔ عقد حرام ہے۔

مسز عون ۔ بیچاری حسن آرا کو لوگ برا کیوں کہتے ہیں۔ اس نے تو وہ کام کیا جس کی تمنا و آرزو مسٹر محمد علی اور ان کے رفقا رکو تھی عملی صورت اتحاد کی پیدا ہوگئی۔ جب ہندو مسلمان ایک ہوگئے تو رشتہ و پیوند کرنا ضروری ہوا حسن آرا نے رہبری کی اس کا تو ان سب کو احسان ماننا چاہیے۔ مسٹر محمد علی کے فلسفہ داں کو اس لڑکی کی پیروی کرنی چاہیئے۔ مسٹر محمد علی کی کوشش بارآور ہوئی۔ من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری + کہیے مسز جیکسن آپ کا کیا حال ہے؟

آپ بھی تو ہندو مسلم اتحاد کی بڑی حامی ہیں۔ اور مادر ہند کے ہر بہی خواہ کو ہونا چاہیے۔

سارا۔ (بات کاٹ کر) اتفاق اگر ہوتا تو لڑکے کا باپ ناراض کیوں ہوتا اس کو خوشیاں منانی تھیں کہ اتفاق کی عملی صورت پیدا ہوئی بعض ہندو جو اتحاد باہمی کا راگ الاپتے ہیں وہ صرف زبانی جمع خرچ ہے۔

مسز جیکیشن۔ میرے خیال میں جہاں آرائے جو شادی کی اچھا کیا لڑکیوں کو آزادی ملنی چاہیے البتہ لڑکے کے باپ کو یا کسی کو بھی ناراض نہ ہونا چاہیے۔

استانی جی۔ (تیوری پر بل ڈالکر) میں کہتی ہوں نہ ان اخباروں کو آگ لگا لڑکی۔ دیکھا ایک مضمون پڑھا تو کیا گل کھلا دوسرا پڑھو تو اس سے بدتر دل جلانے والا نکلے گا۔ اگر ہوم رول ملا تو بس ہندو مسلمانوں میں دیکھنا کیسی ٹھنتی ہے۔ ایک کا ہاتھ دوسرے کا گلا۔

مسز عون۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ مسلمان ہند سے نابود ہو جائیں گے مضائقہ کیا ہے۔ بہت سے مسلمان ایسے بھی سخی داتا ہیں جو سات کروڑ مسلمانوں کو بھینٹ چڑھانے کو تیار ہیں بشرطیکہ ہوم رول ملے۔

استانی جی۔ چل لڑکی۔ تیری منطق ہی نرالی ہے بعد مرنے کے اگر فصل بہار آئی تو کیا؟ ہوم رول کس کو ملے گا۔ جب ہمیں نہ ہوئے ع

پس از مرِ من کن فیکن شدہ شدہ باشد

ہوم رول کی خوشی کون کرے گا وہ جو تم کو ملیا میٹ کریں۔

مسز یوسف شاہ۔ دراصل طبیعت بہت مکدر ہوگئی دیکھا بڑے بوڑھوں کا کہنا نہ ماننے کا کیسا پھل پایا۔

نواں باب

سارا ۔ یہ قصے تو یونہی رہیں گے (مسز عون سے) آپ کچھ گائیے کہ مسز یوسف شاہ کا ذرا دل بہلے۔

مسز عون ۔ مسز جیکشن بہت اچھا گاتی ہیں۔

سارا ۔ ازیں چہ بہتر۔ بسم اللہ آپ ہی شروع کیجئے۔

مسز جیکشن ۔ مجھے اردو کی بہت کم غزلیں یاد ہیں۔ برج بھاشا کی ٹھمریاں وغیرہ البتہ کچھ یاد ہیں۔

مسز عون ۔ اچھا وہی ہو۔ بھاشا ہو سنسکرت ہو ایرانی ہو کسی زبان میں گائیے۔ غرض تو زیادہ تر سُروں سے ہے نہ کہ الفاظ سے اس میں شک نہیں الفاظ بھی اگر سمجھ میں آجائیں تو لطف دونا ہو جاتا ہے مگر سُریلی آواز یونہی دل کو بے چین کر دیتی ہے۔

مسز جیکشن ۔ مگر میری آواز ایسی سُریلی نہیں ہے کہ دل کو بے چین کر دے۔

مسز عون ۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے ابھی معلوم ہوا جاتا ہے آپ کا انکسار ہے بہر حال گائیے تو سہی۔

مسز جیکشن ۔ اسوقت طبیعت میری حاضر نہیں ہے مگر آپ صاحبوں کی خاطر شکنی نہیں نہ ہو۔ اس لئے ایک ٹھمری صرف سناؤں گی ۔ اور وہ ہے بھی آپ صاحبوں کے مذاق کی ۔ لیجئے سنئے ہ

نیچ منجھدار پڑی موری نیا

کو نہیں ایکا اب ہے کھویا ؎ ہمایوں پیا دیت علی کی دہائی

پار لگاؤ نبی جی کے بھیا

سب نے ایک زبان ہوکر تعریف کی تالیاں بجائیں۔

مسز عون۔ یہ ٹھمری تو منقبت میں ہے آپ کی آواز سُریلی نہیں بھلا اس سے بڑھکر اور کیا سُریلی ہوگی۔

ہاجرہ۔ بعض مسلمان بیبیوں کو بھی اچھا گانا آتا ہے مگر شرم کے مارے گاتی نہیں برعکس ہم مسلمانوں کے ہندو اور پارسی لیڈیاں پارٹیوں میں کس بے باکی سے گاتی اور فڈل و پیانو وغیرہ بجاتی ہیں۔ پہلے تو مسلمان لڑکیوں کو موسیقی سکھائے نہیں اسکو عیب سمجھتے ہیں شاید اس لئے کہ بعض رذیل پیشہ طبقہ نے موسیقی کو ہی اپنا پیشہ اختیار کر رکھا ہے اس لئے موسیقی سیکھنا یا سکھانا معیوب خیال کیا جاتا ہے مگر یہ غلطی ہے موسیقی تو فن لطیف ہے اگر کوئی رذیل پیشہ والا خیرات دیا کرے تو ہم خیرات دینا چھوڑدیں کیونکہ ایک رذیل پیشہ خیرات دیتا ہے۔ مسز عون آپ کچھ گائیے دوسروں سے فرمائش کرنا تو آسان ہے اس وقت تو ضرور آپ کچھ گائیے ایک چھوٹی سی غـزل ہی سہی۔

مسز جیکسن و مسز یوسف شاہ و سارا نے کہا ہم سب ہاجرہ بیگم کی تائید کرتے ہیں۔ مسز عون کو ضرور گانا ہوگا۔ آپس میں شرمانے کا کیا محل ہے۔

مسز عون۔ اس وقت مسز جیکسن کو گانے دیجئے میں جاتے وقت گاؤں گی۔

گل میں شجر میں تو ہے شمس و قمر میں تو ہے ہر جا چمک رہا ہے ہر جا پہ تیری بو ہے
اُحد کہیں ہوا تو احمد کہیں بنا تو پنہاں کبھی ہے ہوتا گہ ہوتا دو بدو ہے
منصور بھی تھا تو ہی اور دار بھی تھا تو ہی ناحق وہ بندۂ حق بدنام کو بکو ہے
دیر و حرم کلیسا بیکار کا ہے جھگڑا یہ سب ہیں تیرے مسکن جس جا پہ دیکھو تو ہے
محفوظ رکھ خدایا ہے یہ دُعا ضیا کی
تیری ہی دی ہوئی ہے اسکی جو آبرو ہے

واہ واہ سبحان اللہ کی صدا گونجنے لگی ۔

استانی جی ۔ تم سب گاتی رہو میں اب نماز کو جاتی ہوں ۔

ہاجرہ ۔ کیا ہم سب مسلمان نہیں ہیں چلئے میں بھی آپ کے ساتھ ہوں ۔

چنانچہ استانی ہاجرہ مسز یوسف شاہ تینوں مل کر برابر کے کمرہ میں نماز پڑھنے گئیں ۔ استانی جی نے نماز پڑھنے کے بعد ایک چھوٹی سی کتاب جیب سے نکال کر کچھ پڑھنا شروع کیا ۔ استانی جب پڑھ چکیں تو ہاجرہ نے وہ کتاب استانی کے ہاتھ سے لے وہ مقام بآواز بلند پڑھنا شروع کیا ۔

الٰہی تو دے اپنی الفت مجھے ہو دنیائے فانی سے نفرت مجھے
مجھے نارِ دوزخ کی پروا نہیں پیمبر کی بس ہے شفاعت مجھے
تیری بندگی سے نہ باہر رہوں میسر تری ہو اطاعت مجھے
کروں کام جو میں وہ مقبول ہو جہاں میں تو دے نیک شہرت مجھے
نہ مجھے اپنے مقسوم کا ہے گلا کسی سے نہیں کچھ شکایت مجھے
میں دنیا میں جبتک کہ زندہ رہوں عطا کر خدایا تو صحت مجھے
یہی میری حسرت ہے ارمان ہے اک اولاد دے باسعادت مجھے

ایک غزل گا ئیے گا نا رونا کس کو نہیں آتا۔

استانی۔ سارا بیگم مسز عون کو میرے پیچھے لگا کر خود الگ بیٹھی ہیں بھس میں چنگی ڈال جا دو دور کھڑی مجھے بلایا تھا اپنا قصہ سنانے یا میرا مضحکہ اڑانے اگر قصہ کہنا ہو تو جلد کہو ورنہ میں جاتی ہوں مسز عون جونک کی طرح مجھے چمٹ گئی ہیں۔

سارا۔ ہنسی روک کر استانی جی میں حاضر ہوں کیا ارشاد ہے فرمائیے

استانی۔ اپنا قصہ شروع بھی کرو گی یا نہیں۔

دسواں باب

سارا۔ میرا قصہ بہت دردانگیز اور طولانی ہے مگر مختصر طور پر بیان کرتی ہوں۔ میرے والد بڑے مالدار تاجر تھے مگر ان کو شرطوں کا بڑا شوق تھا کشتیوں کی دوڑ کی شرطیں اکثر کرتے تھے گھوڑے بھی شرطوں میں ڈوڑایا کرتے تھے جس میں ہزاروں کی ہار جیت ہوا کرتی تھی آخر کار لاکھوں کے نقصان میں رہے جس کی وجہ سے تجارت کو ٹوٹا آیا۔ دوستوں کے سمجھانے بجھانے پر اور خود بھی اپنی حالت پر غور کرنے سے ان سب لغویات سے تائب ہو گئے اور حج کے قصد سے مع اہل و عیال بیت اللہ شریف جانے کے لئے سورت سے جہاز پر روانہ ہوئے کوئی دو روز جہاز چلا ہو گا کہ ایک طوفان عظیم کا سامنا ہوا اور ہمارا جہاز غرق ہو گیا لکڑی کا ایک بڑا ٹکڑا خدا جانے کس طرح میرے ہاتھ لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں اسے پکڑے

ہوئے تھی اور پانی بہائے لیجا رہا تھا - ایک دن ایک رات پانی میں بہتی رہی
ایک لوٹ ایسے زور سے آئی جس نے مجھے خشکی پر پھینک دیا میں بے ہوش ہوگئی
ماہی گیر مچھوے جو جال ڈالے مچھلیاں پکڑ رہے تھے مجھے اُٹھا کر اپنے گھر
لے گئے، چاروں طرف میرے آگ روشن کی ڈاکٹر کو بلا کر لائے علاج کرایا
جب مجھے ہوش آیا تو کیا دیکھتی ہوں میرے نزدیک چند اجنبی گنوار لنگوٹی
بند مرد اور عورتیں جمع ہیں دو عورتیں میرے بدن پر کچھ مل رہی ہیں میں
اپنے دل میں حیران تھی کہ خدایا میں کس عالم میں ہوں اور کہاں ہوں - بات
مُنہ سے نکل نہیں سکتی تھی - بڑی مشکل سے پوچھا تم کون لوگ ہو - میں
کہاں ہوں ؟ ایک عورت نے ٹوٹی پھوٹی اردو میں جواب دیا تم میرے
مکان میں ہو - اس شہر کا نام منگلور ہے - یہ سُنکر میری حیرت و استعجاب
کی انتہا نہ تھی کہ خدا مجھے کہاں لایا اور کن لوگوں میں - اور کس طرح سے لایا
میں نے ان سے پوچھا میرے ماں باپ کہاں ہیں اسی عورت نے جواب
دیا ہم کو کچھ معلوم نہیں ہم تم کو سمندر کے کنارے سے اُٹھا لائے اور اپنے
گھر میں لا کر علاج کیا -

ڈاکٹر صاحب جب آئے تو میں نے حالات سب ان سے کہے - اور دریافت
کیا کہ جو جہاز کئی روز کے بیشتر غرق ہوا اسکا کچھ حال معلوم ہے اُنہوں نے
بالکل لاعلمی ظاہر کی - بس میں بے اختیار رونے لگی - ڈاکٹر صاحب کو میرے
حال پر رحم آیا - میری تسلی کی اور مجھ سے کہا کہ نامناسب نہ ہو تو آپ میرے
مکان میں چلکر رہئے - آپ کو وہاں ہر طرح کا آرام ملے گا - ڈاکٹر خدا ترس
مسلمان آدمی تھے میں نے ان کا شکریہ ادا کیا - وہ مچھوا جس کے گھر پر میں
تھی - ضعیف اور نیک دل شخص تھا - اس کی عورت بھی گو بالکل گنوار

اور وہ بجیاں لگائے تھی مگر کریم النفس اور مہمان نواز تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے تسکین دی اور کہا کہ مجھ سے جو ہو سکتا ہے آپ کی مدد کیلئے تیار ہوں یہ کہکر ڈاکٹر صاحب چلے گئے۔ جب مجھے چلنے پھرنے کی طاقت آگئی تو میں نے پچھورے سے کہا کہ تم نے میری جان بچائی تم میرے محسن ہو۔ میں تمہاری دل سے شکر گذار ہوں اب بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ کیا ڈاکٹر صاحب کے ہاں جاکر رہوں یا یہیں رہوں۔ میں کچھ پڑھی لکھی بھی ہوں تھوڑی انگریزی بھی آتی ہے میں کہیں نوکری کرکے اپنا پیٹ پال سکتی ہوں۔ ڈاکٹر صاحب تو بہت نیک دل معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کے ہاں جاکر رہنے کو دل گوارا نہیں کرتا۔ ساتھ ہی اس کے ایک پیسہ پاس نہیں جو مکان کرایہ کا لیکر رہوں۔

پچھورے نے صلاح دی کہ سردست تم ڈاکٹر صاحب کے ہاں رہو وہاں ہر طرح کا آرام ملے گا۔ چنانچہ کئی روز کے بعد جب ڈاکٹر صاحب دریافت خیریت کے لئے آئے تو میں ان کے ہاں رہنے کو رضامند ہوگئی اور سواری منگاکر ڈاکٹر صاحب اپنے ہاں لے گئے۔ میں نے سورت اپنے والد کے مینجر کو تار دیا مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر خط پر خط لکھے اور کئی تار دئے۔ صدائے برنخواست۔ اس کو جہاز کی غرقابی اور تباہی کا حال پہلے ہی معلوم ہوگیا ہوگا۔ وہ خود مختار بن بیٹھا۔ واقعہ یہ ہے کہ آبائی وطن سُنتی تھی کہ مرادآباد ہے۔ اور وہاں کچھ عزیز ہیں۔ سورت میں بغرض تجارت رہ گئے تھے۔ مرادآباد کے عزیزوں کا نہ نام معلوم نہ پتہ معلوم پھر وہاں خط کس کو لکھتی۔ میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی۔ میرے سوائے کوئی اولاد نہیں۔ والدین کا خاتمہ جہاز کی غرقابی نے کردیا۔ میں دنیا میں تنہا رہ گئی۔ سُنتی تھی کہ مرادآباد میں بھی آبائی کچھ زمینداری وغیرہ تھی

نہیں معلوم کس کے ہتے چڑھی۔ سورت میں جو کچھ ہوگا مجھے اول تو اس کا کچھ علم نہیں علاوہ بریں جو کچھ ہوگا بھی وہ مینجر نے ہتیا لیا۔ میری بے کسی و بے بسی و تنہائی اس پر ناداری غرض اس وقت کی حالت و کیفیت جو میں محسوس کررہی تھی ایسی نہیں ہے کہ اس کا اظہار الفاظ میں ہو سکے۔ خدا کسی دشمن کو بھی یہ حالت نصیب نہ کرے (آنکھوں میں آنسو بھر آئے) اس وقت کا جب کبھی تصور مجھے آتا ہے تو دل ہل جاتا ہے۔ کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ آپ سمجھ سکتی ہیں کہ اُسوقت میری کیا حالت ہوگی۔ تن بہ تقدیر خدا سے فریاد کرتی اور رویا کرتی کوئی مونس نہیں رفیق نہیں۔ ایک غیر مرد کے مکان میں بے پناہ رہنا اور گویا بھیک کا ٹکڑا کھانا کیا کچھ نہیں میرے دل پہ گذرتی ہوگی۔ مگر سنگ آمد و سخت آمد چارہ کیا تھا۔ کئی مہینے یونہی گزرے ایک دن ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ بُرا نہ مانیں تو میں کچھ کہوں؟ میں نے کہا فرمائیے۔ آپ میرے محسن ہیں اور بزرگ۔ میں آپ کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتی ہوں۔ آپ جو کچھ کہیں گے میری بھلائی کیلئے کہیں گے۔ اسمیں بُرا ماننے کی کیا بات ہوسکتی ہے۔ انہوں نے کہا بیشک میں جو کچھ کہوں گا آپ کی بہبودی کے خیال سے کہوں گا۔ کیونکہ آپ کو میں مثل اپنی لڑکی کے سمجھتا ہوں۔

میں نے ایک نسبت آپ کے لئے ٹھہرائی ہے۔ ایک صاحب میرے دوست ہیں۔ نہایت شریف۔ خاندانی آدمی ہیں اور سرکاری ملازم ہیں آئی۔ سی۔ ایس ہیں۔ ان دنوں بڑی خدمت پر ہیں۔ یہاں کے اسسٹنٹ کلکٹر ہیں۔ چھ سو تنخواہ پاتے ہیں۔ آدمی خوش خلق ہیں۔ جہاں تک میں نے ان کے حالات دریافت کئے بہت عمدہ۔ چال چلن کے نیک رویہ اور

عمدہ اخلاق کے ہیں ان کا تبادلہ یہاں ہوا ہے بوجہ حسن کارگزاری اور اعلیٰ قابلیت کے اس خدمت پر مقرر کیئے گئے۔ عموماً ہندی کو اس ذمہ داری کی خدمت کم ملتی ہے۔ ان کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ دنیا کا منہ کوئی بند نہیں کرسکتا آپ جوان ہیں۔ میرے گھر میں آج کل میری بی بی بھی نہیں ہے۔ وہ اپنے میکے میسور گئی ہوئی ہیں۔ ایسی حالت میں آپ کا تنہا رہنا بدنمائی ہے۔ گوکہ میں آپ کو اپنی لڑکی کی طرح سمجھتا ہوں۔ آپ بھی مجھے اپنے چچا کیطرح سمجھتی ہیں۔ مگر دنیا بری بلا ہے۔ اسی لئے حضرت رسول خدا نے حضرت عائشہ سے فرمایا تھا۔ اے عائشہ تم اپنے باپ سے بھی جب بات کرو تو تنہائی میں نہ کرو۔ کسی کو ہمراہ رکھو۔ شیطان ساتھ ہے اس سے ڈرو۔

آپ یہ خیال نہ کیجئے کہ آپ کا رہنا میرے لئے دوبھر ہے یا آپ کی وجہ سے میرے اخراجات میں اضافہ ہوگیا ہو جو مجھے گراں گزر رہا ہے نہیں ہرگز نہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یقین جانیئے آپ کی بھلائی کیلئے دنیا میں آپ مجرّد زندگی کب تک بسر کریں گی۔ عورت کے لئے شوہر ایک نعمت ہے اور مرد کیلئے نیک بی بی کا ملنا جنت ہے۔

یہ نسبت بہت اچھی ہے میں نے جہاں تک بغور ان کی طبیعت و روش کا حال دیکھا میں نے بہت خوبیوں کا آدمی پایا اُن سے دریافت بھی کرلیا ہے۔ وہ عقد ثانی کرنے کو آمادہ ہیں۔ آپ کی تعریف میں نے ان صاحب سے کردی ہے آپ کے خاندان سے میں واقف نہیں۔ لیکن آپ شریف اور عالی خاندان معلوم ہوتی ہیں۔ آپ کی تعریف سُنکر وہ رضامند ہوگئے۔ میرے خیال میں آپ خدا پر بھروسہ کرکے مجھے اجازت دیجئے۔

کہ میں اس کار خیر کی تکمیل کر دوں۔"
ڈاکٹر صاحب کی تقریر سُن کر میرا تمام جسم سن سا ہو گیا اور میں فکر کے سمندر میں غرق ہو گئی۔ حیران تھی کہ کیا جواب دوں آنکھ نیچے سے اوپر نہیں اُٹھا سکتی تھی۔ آنکھوں سے آنسو جاری حسرت و یاس نے دل ہل دیا۔
ڈاکٹر صاحب نے پھر کہا کچھ تو جواب دیجئے۔
میں نے کہا ڈاکٹر صاحب اس وقت میرے دل کی بُری حالت ہے سوچ کر کل انشاء اللہ جواب دونگی کیوں کہ اس وقت مجھے والدین اور اپنے گھر کا خیال آ گیا ہے میں کچھ کہہ نہیں سکتی اگر آپ مناسب سمجھیں تو اُن صاحب کی تصویر مجھے دکھلا دیجئے۔

گیارہواں باب

ہاجرہ۔ اُف عجب مصیبت کا وقت آپ کیلئے تھا نہ کوئی رائے دینے والا نہ کوئی ہمدرد نہ ماں نہ باپ نہ بھائی نہ بہن کوئی دوست و احباب بھی نہیں بیچارہ ڈاکٹر چند روز کا شناسا رائے کس سے لی جائے کیا کیا جائے۔
سارا۔ ہاں بہن کیا پوچھتی ہو میری مصیبت کو۔ غرض تمام رات عجیب طرح سے کٹی۔ نیند کہاں۔ یہی سوچ تھی یا اللہ یہ کون شخص ہے کیسا ہے۔ مجھے کچھ خبر نہیں، کل صبح کو کیا جواب دوں۔ ڈاکٹر صاحب نے جو لکچر مجھے دیا دراصل درست ہے میرا اس طرح ان کے مکان میں رہنا بھی

ٹھیک نہیں، کیا کروں تمام عمر کی زندگی کی خوشی کا ذریعہ وہی شخص ہوگا
جس سے میرا عقد ہوگا۔ یک بیک خیال آیا قرآن شریف کو اٹھا کر
دل میں نیت کرلی یا اللہ فلاں شخص سے میرا عقد ہو تیرا کیا حکم ہے۔
قرآن جب کھولا تو سورہ فتح کا آغاز مع بسم اللہ نکلا۔ بس دل سے کہا تو مبارک ہے
دوسرے روز صبح کو ڈاکٹر صاحب نے تصویر دکھائی اور میں نے شرما کر کہا کہ
میں آپ کو اختیار دیتی ہوں کہ آپ میرے حق میں جو مناسب سمجھیں کریں۔
اس واقعہ کے چند روز بعد میرا عقد مسٹر شمس الدین صاحب سے ہوگیا۔ اب
ہماری زندگی کا دور دوسرا شروع ہوگیا۔
دراصل میرے شوہر اچھے آدمی نکلے بہت آرام سے اور خوش مجھکو رکھا۔
چھ مہینے کے بعد حمیدہ اور رشید کو ان کے ننیال سے بلوا کر میرے حوالہ کردیا
کہا اب تم جانو تمہارے بچے جانیں مجھے امید ہے کہ تم ان معصوموں کو مثل
اپنے بچوں کے سمجھو گی چونکہ تمہارے سینہ میں محبت بھرا دل ہے۔ اسلئے
میں نے ان بچوں کو ان کی نانی کے پاس سے بلا لیا ہے۔
ہاجرہ۔ (بات کاٹ کر تحیر کے ساتھ کہا) کیا درحقیقت حمیدہ اور رشیدالدین
آپ کے بطن سے نہیں ہیں اس وقت ایک نئی بات معلوم ہوئی حمیدہ اور
رشید کی اسوقت کیا عمر تھی۔
سارا۔ حمیدہ کو چوتھا سال تھا رشید کو دوسرا اس کی انّا اس کے
ساتھ تھی دودھ پیتا تھا براہ کرم آپ ان بچوں سے ذکر نہ کیجئے حمیدہ کو
اب تک خبر نہیں ہے کہ میں اس کی سوتیلی ماں ہوں۔ اس سے یہ کہا گیا
تھا کہ تمہاری اماں گاؤں گئی ہوئی تھیں اب آگئی ہیں اس لئے وہ مجھے
سگی ماں سمجھتی ہے۔

مسز جیکسن ۔ کیا ساجد اور ساجدا بھی آپ کے بچے نہیں ہیں ۔ کیونکہ ان چاروں بہن بھائی میں پیار و محبت اخلاص اور آپ کی محبت ایسی ہے کہ کوئی یہ ہرگز سمجھ نہیں سکتا کہ سوتیلے بچے ہیں ۔ یا آپ کے بطن سے ۔ لباس پوشاک سواری وغیرہ سب میں آپ نے مساوات کو برابر مدنظر رکھا ہے ۔

ہاجرہ ۔ میں تو حمیدہ اور ساجدہ کی شادی میں شریک تھی ۔ دونوں کی شادی اور جہیز وغیرہ ایک ہی طرح کا تھا ۔ میں تو یہی جانتی تھی کہ دونوں سگی بہن ہیں ۔ آپ نے کمال کردیا آپ نے پرورش کرنے میں بڑی زحمت اٹھائی ہوگی ۔ (سب نے ایک زبان ہوکر سارا کی بہت تعریف کی ۔)

سارا ۔ کیا بچے یوں ہی پلتے ہیں بغیر زحمت اٹھائے میری کیا مجال جو پرورش کرتی کون کس کیلئے کرسکتا ہے خدا کی رحمت و امداد شامل حال ہونا چاہیے ۔ میں آپ سے سچ کہتی ہوں کہ اپنے بچوں سے زیادہ حمید و رشید کی پرورش کا خیال رہا ۔ اسلئے کہ سوکن کے بچے ہیں اگر کچھ ذری بھی فروگذاشت ہوئی تو مشکل ان صاحبہ کو فرصت کہاں رہتی تھی جو ان ننھی ننھی جانوں کی دیکھ بھال کرتے ان کا سارا بار مجھ پر تھا ۔ اور میں ان بچوں کی امین تھی امانت کی حفاظت ہر فرد بشر پر لازم اور واجب ہے ۔

استانی ۔ تمہارا ہی دل تھا جو اسطرح بچوں کو پرورش کیا ۔ خدا ہر ایک بی بی کو یہی توفیق عطا فرمائے ۔ لیکن سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے ۔

مسز عون ۔ استانی جی کیا ہر ایک بی بی کو سوکن اور اس کے بچے ہوا کرتے ہیں ۔ جو آپ نے عام طور پر عورتوں کے حق میں دُعا دی ۔ جب سے آپ ناخوش تھیں ۔ اب بات کی تو یہ کی ۔ واقعی آپ جگت اُستانی ہیں (سب نے بے اختیار ہنس دیا) ۔

سارا ۔ استانی جی یہ آپ کا کہنا مجھے بہت بُرا لگا کہ سانپ کے بچے سانپ ہوا کرتے ہیں ۔ یہ بالکل غلط ہے میری یہی ایک مثال موجود ہے اگر میرے سر میں درد ہوتا ہے تو حمیدہ تمام تمام رات جاگتی ہے اور پریشان رہتی ہے ۔ سانپ ہم خود بن جاتے ہیں ۔ جس کے سبب سے بیچارے بچے بُرے ٹھہرتے ہیں کیا سوکن سانپ ہے ہرگز نہیں بلکہ شوہر کو بُرا کہنا چاہیئے کہ اس نے کیوں دوسری شادی کی یہ تمام قصور شوہر کا ہے ۔ اور لڑکی کے والدین کا ہے کہ انہوں نے سوکن پر اپنی لڑکی کیوں دیدی سوکن پر لڑکی بے دھڑک دیدی جاتی ہے ۔ میری حالت تو دوسری تھی کہ میں نے سوکن کی صورت تک نہ دیکھی، اور میرا یہ خیال ہمیشہ سے ہے کہ اگر کسی کے ساتھ نیکی کرو تو کسی اُمید کے بھروسہ یا بدل کی نیت سے نہ کرنی چاہیئے ۔ اگر کسی نیت سے نیکی کی جائے تو وہ نیکی نیکی نہیں ہے ۔ اپنے بچوں میں اور سوکن کے بچوں میں کسی قسم کا فرق نہ کرنا چاہیئے ۔ اگر سوکن بُری بھی ہو تو اس سے بُرائی نہ کرنی چاہیئے کیونکہ وہ بے قصور ہے ممکن ہے کہ میری سوکن نیک بی بی ہو ۔ اگر شوہر پیارا ہے تو اس کے بچے بھی پیارے ہونا چاہئیں ۔ اگر سوکن کے بچے بُرے نکلے تو ہمارے لئے سخت نقصان و فساد پھیلائیں گے ۔ ہمارے بچوں سے دشمنی کریں گے ہم جس طرح کا ان کے ساتھ سلوک کریں گے ۔

وہ بھی ہمارے ساتھ اسی طرح سے رہیں گے۔ اگر ہم نے نیک سلوک کیا تو ہمارے ممنون احسان رہیں گے۔ کیونکہ سگی ماں کا تو فرض ہے اپنے بچوں سے محبت کرے اور تعلیم دے۔ اگر سوتیلی ماں نے نیکی کی تو خواہ مخواہ بچے مشکور ہوں گے۔ اور نیکی صرف ہمارے لئے نہیں بلکہ ملک کے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ جب بچوں میں اتفاق رہے گا تو وہ بہت کچھ کام اتفاق سے کرسکیں گے۔ پھوٹ کے سبب کچھ نہیں ہوسکتا۔

مسز یوسف شاہ۔ آپ نے دراصل کمال کر دیا ایسی نیک بی بی کا پیدا ہونا بہت مشکل ہے مجھے تو سوکن کے نام سے جلن آتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ سوکن کے نام کو دنیا سے میٹ دوں ہندوستان میں یہ بہت بڑی غلطی ہورہی ہے کہ سوت پر لڑکی کو دیا جاتا ہے۔ اگر مرد عمر رسیدہ ہے اور پہلی بی بی موجود ہے لیکن اس کے پاس دولت ہے پھر تو سب عیب ہنر بن جاتے ہیں۔ بیچاری لڑکی صرف دولت کی لالچ سے دیدی جاتی ہے۔ یہ تو خیال کرنا چاہئے کہ جس مرد نے پہلی بی بی سے محبت نہ کی اس سے بے وفائی کی تو ہماری لڑکی سے کیا محبت کرسکتا ہے۔ یہ تو خیال کوئی کرتا نہیں صرف روپیہ کے ساتھ عقد ہوجاتا ہے۔

مسز عون۔ یہ خیال بھی تو ہوتا ہے کہ لڑکی جوان ہوگئی ہے۔ کب تک بٹھایا جائے غرض تو یہ رہتی ہے کہ سر پر کی بلا جلد ٹل جائے لڑکی تو بلا ہے پتھر کہا جاتا ہے پہاڑ اس کا خطاب ہے۔ یہ پتھر کب اُٹھے گا۔ اور یہ پہاڑ کب ٹلے گا۔ افسوس کہ ہمارا وجود ان لوگوں کے لئے مصیبت کا پہاڑ ہے۔ حالانکہ یہ خیال غلط ہے ہمارے سبب سے دنیا کی

ترقی و تنزل ہے قوم کی باگ ہمارے ہاتھ میں ہے۔

سارا۔ لڑکا جب پیدا ہوتا ہے تو گویا دنیا مل گئی۔ لڑکی بیچاری کے پیدا ہونے کا غم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ آجکل کے لڑکے سال میں ایک بار شب برات میں بھی عود وگل ڈالنے کیلئے والدین کے مزار پر نہیں جاتے بُری ہو یا بھلی لڑکی عود وگل کے کام آتی ہے دُکھ درد کی ساتھی ہے۔ دوسرے کے بس میں ہے۔ بغیر شوہر کی اجازت کے والدین پر کچھ خرچ نہیں کرسکتی اس مجبوری پر وہ جو کچھ کرتی ہے لڑکے نہیں کرسکتے۔

ہاجرہ۔ ہم کو یہ کوشش کرنی چاہیے۔ والدین اپنی لڑکی ہرگز ایسے شخص کو نہ دیں جس کے پاس پہلی بی بی موجود ہو۔ خواہ اس کو اولاد ہو یا نہ ہو۔ اگر بی بی مرچکی ہو تو لڑکی دی جائے۔ لیکن ایک بی بی کے زندہ ہوتے دوسرا عقد نہ کرنا چاہیے دوسرے یہ کہ عقد ثانی کرنے کا رواج ڈالا جائے۔ بیوہ عورتوں کو ترغیب دی جائے جو عورت جوان بیوہ ہو۔ اس کو عقد ثانی کرنا واجب کردیا جائے مجبور کیا جائے تاکہ وہ عقد ثانی کریں۔ اس سے بہت فائدہ ہے۔ جوان عورت بغیر عقد کے جو رہتی ہے اس کو لوگ ناحق بھی بدنام کردیا کرتے ہیں۔ جب عقد ہو جائے گا تو ناحق کی بدنامی سے تو نجات ملے گی۔ اور سُنت محمدی کا رواج ہو جائے گا۔

مسز جیکشن۔ یہ بہت مشکل کام ہے رواج کے سبب سے عقد ثانی نہیں کیا جاتا ورنہ اکثر عورتیں عقد کرنا چاہتی ہیں۔ مگر رواج کی زنجیروں میں ایسی جکڑی ہوئی ہیں کہ کچھ کرتے دھرتے بن نہیں پڑتا۔

بارھواں باب

ہاجرہ ۔ آپنے عقد ثانی کا ایسا مسئلہ چھیڑ دیا اس پر اگر بحث کرے تو چاروں تک بھی ختم نہ ہو ۔ اسوقت مجھے ایک واقعہ یاد آگیا ۔ میں ایک عرب کے ہاں شادی میں گئی تھی ۔ جو دولتمند شخص تھا ۔ وہاں تمام عرب کی عورتیں تھیں جو دکھنی لباس میں تھیں ۔ اصل تو عرب ہیں ۔ گویا دکھنی ہوگئیں ہیں یہیں پیدا ہوئیں ۔ یہیں پر ورش پائیں ۔ جوان جوان خوبصورت عربنیں تھیں ۔ ان میں کوئی بارہ بیوہ جوان عورتیں تھیں ۔ مجھ سے جان پہچان تھی ۔ میں نے ایک بی بی سے کہا آپ جوان ہیں کیوں عقد ثانی نہیں کرلیتیں ۔ اُنہوں آہ سرد بھر کر آب دیدہ ہوکر کہا میرے والدین کو منظور نہیں ۔ وہ کہتے ہیں ہمارے کنبہ میں آج تک کسی نے عقد ثانی نہیں کیا ۔ اسلئے میں مجبور ہوں ۔ میں نے کہا وہ جو دوسری بیبیاں جوان جوان پھر رہی ہیں وہ کیوں عقد نہیں کرتیں تو اُنہوں نے جواب دیا ان کیلئے بھی وہی مجبوری ہے جو میرے لئے ۔ ہم سب ایک قبیلہ و خاندان کے ہیں ۔ میں نے کہا آپ سب عرب ہیں ۔ آپکو چاہیئے سنت محمدی پر چلیں ۔ کیا عقد ثانی کرنا حرام ہے ۔ ہندوستان آن کر آپنے ہندوستان کا رسم و رواج کیوں اختیار کیا ۔ انہوں نے کہا دستور و رواج مانع ہے ۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیوہ عورتیں عقد ثانی کرنا چاہتی ہیں ، ان کے والدین سدِراہ ہوتے ہیں اور رواج مانع ہے اس لئے اگر کوشش کی جائے تو اکثر بیوہ عورتیں عقد ثانی کرلیں گی ۔ اگر کسی بیوہ نے عقد کر بھی لیا تو اس کا مضحکہ اُڑایا جاتا ہے ۔ بُرا سمجھا جاتا ہے ۔

بعض خاندان تو اس بیماری کو ننگ بنا کر اس سے ملنا جلنا ترک کر دیتے ہیں۔

مسٹر یوسف شاہ۔ ہمارے ایران میں بیوہ عورتوں کو ہر طرح کی آزادی ہے وہ جس کو چاہیں کر لیں اپنی خوشی و مرضی سے جس کو چاہتی ہیں کر لیا کرتی ہیں۔ بیوہ عورت کو بغیر عقد ثانی کئے رہنا بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ سنت محمدی کو ترک کرنا ہے۔ دوسری نسل انسانی میں کمی ہوتی ہے۔ تیسرے بیوہ عورت بدنام اکثر ہو جایا کرتی ہے۔ ہند کے لوگ ایرانی عورتوں پر بہت ہنسا کرتے ہیں کہ وہ عقد ثانی کیوں کر لیا کرتی ہیں۔ ہند کی مسلمان عورتیں تو بعض بعض عقد ثانی کر لیا کرتی ہیں۔ لیکن ہندو عورتوں کیلئے سخت مشکل ہے رواج کو آگ لگا دینا چاہیئے۔ یہی نا کہ تھوڑے دنوں تک لوگ برا بھلا کہیں گے اس کے بعد وہی دستور ہو جائے گا اور عقد ثانی کا کوئی عیب نہ رہے گا۔

مسز جیکشن۔ ہمارے ہاں بیوہ عورت کو بہت تکلیف دی جاتی ہے اس کا سر منڈا دیا جاتا ہے۔ بعض خاندان میں سر نہ منڈھایا گیا تو وہ عمدہ غذا وغیرہ نہیں کھا سکتی۔ اچھے کپڑے نہیں پہن سکتی۔ مدراس میں ایک بیوہ خانہ قائم ہوا ہے جس کا نام دڈوہوم ہے اسمیں بیوہ عورتوں کو تعلیم دی جاتی ہے اور ان کو آرام سے رکھا جاتا ہے۔ اب ہم ہندوؤں میں بھی یہ کوشش ہو رہی ہے کہ بیوہ عورتیں دوسری شادی کر لیں۔

استانی۔ میں جب مکہ میں گئی تھی تو اس وقت اکثر عورتوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں عقد ثانی کروں اور کہا۔ بیوہ عورت کا اس طرح سے رہنا بہت گناہ ہے تم نے بہت بڑی غلطی کی جو آج تک دوسرا عقد نہ کیا حالانکہ میں سن رسیدہ تھی عرب میں یہ دستور ہے جو عورت بیوہ ہوتی ہے۔ اس کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ دوسرا عقد کرلے عقد نہ کرنا بہت برا سمجھا جاتا ہے۔

مسز عون ۔ اے کاش تم نے عقد ثانی کر لیا ہوتا آج کے دن ہمارے بچوں کے لئے ایک استاد کا اضافہ ہو گیا ہوتا تم نے سخت غلطی کی جو نکاح نہ کیا ۔ ایک عرب کو ہمراہ لاتیں تو کیا اچھا ہوتا ۔ بچے بھی ابا میاں آئے ابا میاں آئے کہکر شاد ہوتے عقد کرنا حرام تو تھا نہیں جو بُری بات سمجھی جاتی ۔

استانی ۔ اوئی نوج دُور پار خدا نہ کرے کہ میں اس بڑھاپے میں نکاح کروں ۔ ائے لڑکی تجھے شرم نہیں آتی میں تیری ماں کے برابر ہوں ۔ اور تو مجھ سے مذاق کرتی ہے مجھے چٹکیوں میں اُڑاتی ہے ۔

مسز عون ۔ سُنا آپ لوگوں نے استانی جی کیا کہہ رہی ہیں ۔ اوئی نوج خدا نہ کرے کہ میں عقد کروں" یعنی ۸۰ سال کی عمر ہوئی اب بھی اُن کا قصد معلوم ہوتا ہے ۔

ہاجرہ ۔ ہنسکر (سب مہمان بیبیوں نے بھی ہنس دیا) دیکھو خبردار استانی جی اگر خفا ہو گئیں تو پھر کیا ہوگا ۔

مسز عون ۔ نہیں میری پیاری استانی جی ہرگز خفا نہیں ہوں گی بھلا مجھ سے خفا ہو سکتی ہیں ۔

استانی ۔ (ہنسکر) مجھے ہنسی آتی ہے اس لڑکی کی باتوں پر بُرا بھی کہتی جاتی ہے اور پھر پیاری استانی جی کہکر منا بھی لیتی ہے ۔ اپنے دلہا کو اس طرح منالے تو جب بات ہے ۔

ہاجرہ ۔ اچھا اب یہ سوچنا چاہئے کہ کس طرح ہندوستان میں عقد ثانی کرنے کا رواج ہو ۔ میرے خیال میں ایک کانفرنس اس کی قائم ہو ۔ جس کا نام آل انڈیا وڈو کانفرنس ہو اسکی شاخ ہر ایک شہر میں ہو اس کا نام یہی ہو کہ بیوہ عورتوں کو عقد کرنے کی ترغیب دے اور ان کو صنعت و حرفت

سکھائی جائے تاکہ ان کی زندگی آرام سے بسر ہو پھر آئے دن کی مصیبت اور تکلیف سے بچیں۔

سارا ۔ یہ خیال تو بہت اچھا ہے مگر سوال یہ ہے کہ یہ کام مرد کریں یا ہم عورتیں کریں ؟ خدا اس تحریک کی تائید خود کرے تو شاید یہ کام پورا ہو ورنہ ہمارے فرقہ کیلئے کون کوشش کرتا ہے ۔ مرد تو یہ نہیں چاہتے کہ ہم ان کے دوش بدوش کام کریں یا تعلیم حاصل کریں دیکھو لڑکوں کی تعلیم کے لئے ہزاروں روپے خرچ کئے جاتے ہیں لڑکیوں کیلئے کچھ بھی نہیں ۔

ہاجرہ ۔ نہیں اب وہ زمانہ نہیں ہے اب لڑکیوں کو بھی تعلیم دی جاتی ہے میں چاہتی ہوں ہم سب مل کر ایک درخواست لکھ کر اپنا خیال ظاہر کرکے سرکار عالیہ فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں پیش کریں وہ ہماری دستگیری فرمائیں گی ۔ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس قائم کی ہے اس طرح سے دوڈکانفرنس بھی قائم کرواسکتی ہے اگر وہ چاہیں تو سب کچھ ہو سکتا ہے بہت سے کام وہ ہمارے صنف کے لئے کر رہی ہیں ۔ جو ہمیشہ کے لئے تاریخ کے صفحوں پر سنہری حرفوں میں لکھے رہیں گے چونکہ یہ عورتوں کی بہبودی کا کام ہے اس لئے ایک عورت فرمانروا کے دستِ مبارک سے ہونا بہت بہتر ہے ۔

استانی ۔ سارا بیگم کیا تم اپنا قصہ کہو گی یا ختم ہو چکا عقد ثانی کا لکچر بیچ میں کود نکلا بھلا اس کی کیا ضرورت تھی ۔

سارا ۔ میرا قصہ ختم ہو چکا تھوڑا باقی ہے میری شادی کے چار سال بعد میرے شوہر کلکٹر ضلع ہو گئے ۔ پونہ پر تبادلہ ہوا جہاں ان کا وطن ہے ۔ چھ سال کے بعد صیغۂ مال کے افسر اعلیٰ کئے گئے سرکار نظام نے تین سال کیلئے مستعار بلوالیا اب حیدرآباد آگئے یہاں آکر چھ سال ہو گئے چونکہ ہر دلعزیز ہیں

کام اچھا کر رہے ہیں۔ اس لئے سرکار نے توسیع پر توسیع کی ہے۔
مسز جیکشن ۔ حیدر آباد میں باہر سے آنا کافی ہے اس کے بعد جاتا کون ہے۔ توسیع پر توسیع ہوتی جاتی ہے۔
مسز یوسف شاہ ۔ آپ کے صاحب کو سرکار انگریزی سے کیا تنخواہ ملتی ہے۔
سارا ۔ پندرہ سو۔ سرکار نظام سے دو ہزار کلدار مقرر کی ہے۔ مکان وغیرہ سرکاری ہے۔ چلئے چار کا وقت ہو گیا چائے پیجئے۔
(سب نے منہ ہاتھ دھویا کھانے کے کمرہ میں جا کر چائے پینا شروع کی۔

تیرہواں باب

مسز عون ۔ چلئے چائے سے فرصت ہوئی باہر باغ میں بیٹھیں۔
سارا ۔ ہاں اب آپ کو گانا ہوگا آخر آپ کا گانا بھی تو ہم سنیں۔
مسز عون ۔ بہتر۔ ہارمنیم منگوائیے۔ بسم اللہ میں گاتی ہوں۔

گھر وہ غیروں کے رہا کرتے ہیں — دیکھ کر ہم یہ جلا کرتے ہیں
ہے ستم تیری جدائی مجھ پر — چشم سے اشک بہا کرتے ہیں
اپنی باتوں کا نہیں کرتے خیال — الٹے مجھ سے وہ گلا کرتے ہیں

بتکدے چھوڑ دئے ہم نے حیتا
اب تو ہم ذکر خدا کرتے ہیں

ہاجرہ ۔ واہ کیا سُریلی آواز ہے نہایت دردبھری غزل ہے ، مگر چھوٹی سی تھی ۔

مسز عون ۔ اچھا اب گانا ہی ہے تو لیجئے سُنئے ۔

جب دل سے تیرے غیر کی اُلفت نہیں جاتی
پھر دل سے ہمارے بھی کدورت نہیں جاتی
یہ قہر بلا اور یہ آفت نہیں جاتی
آکر مرے گھر سے شب فرقت نہیں جاتی
غم کھا کے بھی ہر طرح کا دم بھرتا ہوں تیرا
بھولی کبھی مجھ سے تیری صورت نہیں جاتی
کیا آئینہ دل میں جگہ غیر کو دے دی
حیرت میں ہوں کیوں تم سے کدورت نہیں جاتی
دل میں نے حیا ایسے ستمگر کو دیا ہے
جس شوخ سے دم بھر بھی شرارت نہیں جاتی

مسز یوسف شاہ اور تمام حاضرین نے زور سے تالیاں بجائیں کہا ایک اور غزل گائیے ۔

مسز عون ۔ اب کوئی اور گائیے میں تو تھک گئی ۔

سارا ۔ آپ نے تو چھوٹی چھوٹی غزلیں گائیں تھکنا کیسا ؟ ۔

مسز عون ۔ اب ایک غزل گا کے رخصت ہوتی ہوں ۔

کیا میں نے خطا کی ہے جو تم مجھ سے خفا ہو
ہر بات کا موقع ہے کرم ہو کہ جفا ہو

تم پاؤں زمین پر تو رکھو سو نچتے کیا ہو
کچھ فرض یہی ہے کہ قیامت ہی بپا ہو

وہ مجھ سے خفا ہو گئے ناحق بھی ہیں قاصد
گر تو ہی منا لائے تو احسان بڑا ہو

تم رات کو بھی اپنے مکاں پر نہیں رہتے کبھی صاحب
سو بار پکار آئے کہ اے ماہ لقا ہو

دل میں تو مرے تیرے سوا کوئی نہیں اور
میں چاہتا ہوں تجھ میں بھی ایسی ہی وفا ہو

جب تم نے حیا دل نہ دیا ہے یہ کسی کو
بیجا ہے جو مجھ پر ستم اور جفا ہو

استانی ۔ اس لڑکی نے تین غزلیں گائیں ان تینوں میں اپنے میاں کی محبت بھری ہے کہیں کہتی ہے مجھ سے خفا کیوں ہو کہیں کہتی ہو قاصد بلا لا خدا کرے اس کا بچھڑا ہوا شوہر مل جائے ۔

سارا ۔ نہایت رنجیدہ چہرا بنا کر در اصل تینوں غزلیں شوہر کی محبت میں تھیں مجھے بار بار خیال آرہا تھا مگر میں نے کچھ نہیں کہا کہ یہ شرما جائے گی دیکھو مسز عون ہنسی دلگی کرتی ہیں لیکن ان کی دل کی حالت خدا کو معلوم ہے ۔ غزلوں نے سب ظاہر کر دیا ۔

مسز عون ۔ استانی جی اپنی کتاب دیجئے اس میں کیا کیا لکھا ہے ۔ میں پڑھوں تو ۔

استانی ۔ لیجئے بسم اللہ ۔

مسز عون ۔ کتاب کھول کر پڑھنا شروع کیا ۔

آنکھ میں نور ہو دل میرا منور ہو جائے
جز تجلی کے تیری اور نہ کچھ مجھ کو سجھائے
وقت آخر بھی تیری یاد میں سو جاؤں میں
یاد تیری مجھے دنیا کے بکھیڑوں سے چھڑائے
میں ہوں ناچیز تیرے فضل سے اُمید ہے یہ
کام ایسا میں کروں نام جہاں میں رہ جائے
میں فدائی ہوں محمدؐ کی علیؓ کی شیدا
گر ہو دنیا کی محبت تو وہ دل سے نکل جائے
مجھکو بلواؤ مدینہ میں دکھا دو روضہ
وقت آخر نہ یہ حسرت میرے دلمیں رہ جائے
ہے حیا کی یہ دُعا تجھسے خدایا ہر دم
میرے سینے میں میرے دلمیں تیرا نور سمائے

ہاجرہ ۔ کیا اچھی غزل ہے ۔

مسز عون ۔ اور سُنئے کیا اچھی کتاب ہے ۔

استانی ۔ کتاب کہاں النسار رسالہ ہے اس میں یہ نظمیں وغیرہ اچھی معلوم ہوئیں تو میں نے رکھ لی ہے ۔

مسز عون ۔ سُنئے میں پڑھتی ہوں ۔

لوگ دنیا میں ہیں ایسے بھی کہ کرتے ہیں غرور
نشۂ حسن میں سرشار ہیں دولت کا سرور
نہ دولت ہی تمہاری یہ رہے گی لوگو
اور نہ یہ حسن رہے گا کبھی میری سُن لو

نیکی دنیا میں کرو کیوں کہ رہے گی یہ سدا
نیکی وہ شئے ہے پسند جس کو کہ کرتا ہے خدا
نیکی کرنے کے طریقے میں بتاؤں تم کو
بات سن لو یہ مری کان لگا کر سن لو
لنگڑے کا دیکھو تو تم ہاتھ میں لکڑی دیدو
اندھے کو دیکھو تو تم راہ اسے بتلا دو
کوئی ہمسایہ جو بیمار کبھی ہووے ذرا
لے خبر اس کی کہ خوش تجھ سے ہو خالق تیرا
مفلسی سے کوئی نادار جو ڈھونڈے روزی
کوشش کر کے کیسطرح لگا دے روزی
اپنے ہمسایہ کے لوگوں کے گھروں پر جاؤ
کون کسی چیز کا محتاج ہے سن کر آؤ
سردی کے مارے اکڑتے ہوئے غربا جو ملیں
اوڑھنے کے لئے لا کر انہیں کمبل دے دیں
واسطے ان کے ہے شال و دشالہ سے سوا
تم کو اللہ سے مل جائے گی پھر اس کی جزا
کوئی مہمان تیرے گھر میں جو آجائے کبھی
جتنا ممکن ہو تو کر ہر طرح خاطر اس کی
ہو سکے جتنا تو کر لوگوں پہ احسان اپنا
ذکر اس کا نہ زباں پر کبھی لانا اصلا

کوئی ممنون اگر تم کو کرے شکر کرو
جیتے جی اس کا نہ احسان کبھی تم بھولو
اپنے محسن کو جو بدنفس ہے ایذا دے گا
آدمی وہ ہے جو اس سے بھی نہ بدلہ لے گا
بلبلاتا ہوا گر بھوک سے آئے کتا
اس کے آگے بھی ذرا ڈال دو کوئی ٹکڑا
گر شجر تم کو ملیں دھوپ سے مرجھائے ہوئے
ان کو بھی پانی دو خوشنودیٔ خالق کیلئے
معنے نیکی کے نہیں یہ کہ فقط پیسہ دو
بلکہ پہلو میں ذرا درد بھرا دل رکھو
ہے حیا کی یہ دعا خالق اکرم سے سدا
نیکی کرنے کی کرے بندے کو توفیق عطا

ماما نے آن کر مسز عون سے کہا بیگم صاحبہ سرکار کے پاس سے تار آیا ہے آج شام کی ریل سے تشریف لا رہے ہیں یہ تار ہے۔

سارا۔ لو مبارک ہو آپ کے شوہر کو خط مل گیا وہ آپ کو لیجانے آ رہے ہیں۔

مسز عون نے شرمائی ہوئی دلی خوشی سے مسکرا کر تار پڑھنا شروع کیا تار پڑھکر در اصل وہ آ رہے ہیں۔ اچھا بہن اب مجھے اجازت دیجئے۔

ہاجرہ۔ اب یہ بتاؤ اپنے میاں سے کس طرح ملو گی۔ گذشتہ دکھڑے گلے شکوے سب بھول جاؤ نہایت خندہ پیشانی سے ملو۔ کبھی

سوکن کا ذکر زبان پر نہ لاؤ۔ اس طرح سے رہو کہ گویا کبھی لڑائی تھی ہی نہیں۔ اگر میاں نے کہا ساتھ رہو تو فوراً چلی جانا کچھ پس وپیش نہ کرنا۔ وہاں سے مجھے برابر خط لکھتی رہو۔ اگر کچھ رائے صلاح مشورہ لینا ہو تو مجھ سے یا سارا بہن سے لیا کرو۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم چاروں کی کہانی ختم ہوگئی۔ گویا چار درویش کی کہانی ختم ہوگئی۔

سارا۔ کیا اچھا وقت کٹا اور چاروں قصے نتیجہ خیز ہیں۔ ہاجرہ کے قصے سے یہ نتیجہ نکلا کہ نیک بی بی اپنے شوہر کو اپنا ہم خیال بنا سکتی ہے۔ عورت جس کروٹ چاہے اپنے میاں کو پلٹ سکتی ہے۔

مسز عون کی داستان سے یہ معلوم ہوا کہ ان کی نادانی سے انہوں نے اپنی زندگی برباد کی اپنے شوہر کو دوسرے کے حوالہ کردیا۔

استانی جی کی داستان سے یہ نتیجہ نکلا کہ غریب ساس کو جلایا ناحق ستایا۔ جس کا بدل بہو کو ملا۔ گنڈے تویذ سے بھرا گھر برباد ہوگیا۔ میری داستان تو کچھ ایسی دلچسپ تھی ہی نہیں۔

مسز جنکنشن۔ واہ آپ کی داستان تو بہت اچھی تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ سوتیلی ماں نے بن ماں کے بچوں کو کس طرح پرورش کیا اور ایک کمسن لڑکی جس کا کوئی مددگار نہ تھا نہ کوئی عزیز نہ دوست خود اپنی عقل و دانش سے اپنا گھر سنبھالا اور سوتیلے بچوں کی پرورش کی۔

سارا۔ سب سے بڑا نتیجہ تو یہ نکلا کہ مسز عون اپنے شوہر سے ملتی ہیں وہ اب درست ہوگئیں یہ صرف ہاجرہ کی سرگزشت نے کیا۔

مسز یوسف شاہ۔ میں نے ہاجرہ بہن کی سرگزشت اور مسز عون کی کہانی استانی جی کی داستان نہیں سنی کیا اچھا ہو اگر ایک کتاب کی شکل میں

بہن ہاجرہ یہ کہانیاں چھپوا دیں تاکہ دوسروں کو فائدہ ہو یہ خیال بھی آپ لوگوں نے کیا کہ اس وقت جو ہم سب جمع ہیں کہاں کہاں کے ہیں۔

سارا۔ دراصل ہر ایک۔ ایک شہر کا باشندہ ہے حیدر آباد ایک مجموعہ ہے ہر شہر کا انسان یہاں آتا ہے۔ میں سورت کی۔ مسز عون میرٹھ کی استانی جی لکھنؤ کی۔ مسز جے کشن لاہور کی۔ مسز یوسف شاہ ایران کی۔ ایک صرف ہاجرہ دکن کی ہیں۔

مسز یوسف شاہ۔ میں ایران کی اب کہاں رہی۔

ما بچہ ہندیم ہند وطن ما
ماکشتہ دالیم چپاتی کفن ما

یہ شعر سن کر سب نے ایک قہقہہ لگایا۔

ہاجرہ۔ میں تو دکن کی خاک ہوں یہیں پیدا ہوئی اور ممکن ہے یہیں پیوند خاک ہو جاؤں۔

ملکی ہیں ہم وطن ہے ملکِ دکن ہمارا
یہ ہے زمین ہماری یہ ہے وطن ہمارا
تبریز کو بھی چھوڑا ایران کو بھی چھوڑا
ملک دکن بنا ہے اب تو وطن ہمارا
کیونکر ہمارے دل کو آئے قرار ناصح
آنکھوں سے ہو گیا ہے اوجھل سخن ہمارا
کیوں کر کہیں نہ اسکو اے دل بُرا بھلا ہم
حق جس نے کر لیا ہے ناحق غبن ہمارا

ہم ڈیڑھ سو برس سے آکر بسے ہیں اس جا
یہ ہے زمین ہماری چرخ کہن ہمارا
رکھتے ہیں جس کی الفت گاتے ہیں جسکا نغمہ
آقا ہے بندہ پرور، شاہِ دکن ہمارا
سُن کر حیا کا نغمہ محظوظ ہو گئے سامع
دنیا ہے کیا حلاوت شیریں سخن ہمارا

مسز جیکسن ۔ آپ خود تو کہہ رہی ہیں کہ
تبریز کو بھی چھوڑا ایران کو بھی چھوڑا
ملکِ دکن بنا ہے اب تو وطن ہمارا

پھر آپ دکھنی کیسے ہوئیں آپ بھی ایرانی یا ترکی ہوں گی۔ تبریز تو ترک میں بھی ہے ایران میں بھی ہے۔

ہاجرہ ۔ اجی جناب ڈیڑھ سو برس بھی تو ہو گئے ترک اور ایران کو چھوڑ کر اب دکھنی نہیں تو اور کیا ہو سکتی ہوں۔ میری دوپال ترک ننیال ایرانی میں خود دکھنی میرے والدین بھی یہیں پیدا ہوئے میں بھی یہیں پیدا ہوئی۔

مسز عون ۔ (گھبرا کر) اب میں رخصت ہوتی ہوں ۔ دیر ہو رہی ہے۔ کچھ تیاری بھی کروں۔ اماں جان اپنے داماد سے خفا ہیں۔ وہ کچھ نہ کرینگی۔ آپ سب کل میرے ہاں تشریف لایئے چار بجے کی چائے میرے ساتھ پی کر مجھکو شاد کیجئے۔ خدا حافظ۔

ہاجرہ ۔ اچھا اب مجھکو بھی جانے دو سب کھڑی ہو گئیں کہا کل انشاءاللہ ملیں گے۔

چودھواں باب

مسز عون اب وہ مسز عون نہیں رہی تھی - بالکل دوسری ہو گئی تھی
تعلیم یافتہ لائق لڑکی تھی مگر اس کو صرف راہ بتانے والا کوئی نہ تھا اس لئے یہ تمام
تکالیف جھیلنی پڑیں - گھر آن کر کھانا پکوایا فرش وغیرہ کیا مکان کی صفائی
کروائی ماں نے کہا یہ تیاری آخر کس لئے ہو رہی ہے بے وفا شوہر کیلئے
اگر میں تیری جگہ ہوتی تو اس کی صورت نہ دیکھتی۔ دو سال یا خدا جانے کتنے
سال سے جس مرد نے بی بی کی صورت نہ دیکھی ہو اس کے لئے یہ تیاری -

مسز عون - اماں جان اب وہ جب آئیں تو برائے خدا کچھ گلا شکوہ
نہ کیجئے میری قسمت پر مجھے چھوڑ دیجئے جو خدا کو منظور ہو گا ہو جائے گا -

تقدیر پہ شاکر ہیں تو راضی بہ رضا ہیں
بندے کے سبھی کام حوالہ بہ خدا ہیں
احباب حیا سے جو ہوں ناراض عجب کیا
مدت ہوئی ہم آپ ہی اپنے سے خفا ہیں

ماں - تو اپنی ذلت آپ کرنا چاہتی ہے اپنے ساتھ مجھ بھی ذلیل کریگی
جو تیرا دل چاہے کر میں کچھ نہ کہوں گی -

رات کے آٹھ بجے مسٹر محمد عون تشریف لائے مسز عون خندہ پیشانی
سے پیشقدمی کو آگے بڑھی - بڑی گرمجوشی سے ایک دوسرے سے ملے -
مسز عون کے آنکھوں سے بیساختہ آنسو نکل پڑے - مسز عون نے

آنسو پونچھ کر پوچھا کیوں روتی ہو۔
مسز عون ۔ میں روتی نہیں یہ خوشی کے آنسو ہیں تین سال کے بعد تم کو دیکھا اس لئے دل بھر آیا آنسو نکل پڑے لاکھ روکا مگر نہ رُکے یہ تو کہو کتنے دن کی رخصت لے کر آئے ہو۔
مسٹر عون ۔ چھ روز کی رخصت لی ہے۔ اب تم میرے ساتھ چلو میرا مستقر یہاں سے بہت قریب ہے۔ حال ہی میں میرا تبادلہ نظام آباد پر ہوا ہے یہاں سے چند گھنٹوں کی راہ ہے۔ تم جب چاہو حیدرآباد آسکتی ہو۔ تمہاری جدائی میں میں بہت پریشان ہوں۔ میری یاد تم کو کس طرح ہوئی۔ میں نے کئی خط تم کو لکھے تم کو بلایا تھا مگر تم نہ آئیں۔ یہ کایا پلٹ کیسے ہوئی اب جو تمہارا دل پتھر سے موم ہوگیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تمہاری پیاری صورت مجھکو دکھائی۔
مسز عون ۔ یہ ایک بہت بڑا قصہ ہے فرصت سے کہوں گی۔ بہن ہاجرہ اور بہن سارا نے میری آنکھیں کھولدیں میں بہن ہاجرہ کی خصوصاً عمر بھر شکرگذار رہوں گی۔ کل میں نے ان لوگوں کو بلایا ہے۔ ہم چاروں کی کہانی ہاجرہ بہن نے چھپوانے کا وعدہ کیا ہے اس وقت پر پڑھ لیجئے گا۔
مسٹر عون ۔ (متحیر ہوکر) کہانی کیسی چھپتی کیوں ہے۔
مسز عون ۔ میں فرصت سے سب کہوں گی۔ آپ یہ تو کہئے اسوقت کھانا کھائیگا یا پہلے حمام کیجئے گا۔ حمام کا پانی بھی تیار ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔
مسٹر عون ۔ کھانا منگاؤ۔ اسوقت حمام نہیں کروں گا۔ تم اپنا قصہ تو کہو۔ یہ تو کہو اماں جان کہاں ہیں میں ان کی قدمبوسی تو کروں۔
بچے مارے خوشی کے باپ سے لپٹ رہے تھے۔

کھانا منگا یا کھانا کھاتی جاتی اور اپنا قصہ بیان کرتی جاتی ۔ دوسرے روز سارا ہاجرہ مسز یوسف شاہ مسز جیکشن استانی جی وغیرہ حسب وعدہ سب آ گئے ۔ مسز عون نے قوالنیوں کو بھی بلا لیا تھا اور چند عزیزوں کو بھی مدعو کیا تھا ۔ سارا ہاجرہ وغیرہ نے مسز عون کو شوہر سے ملنے کی مبارکباد دی ۔ اور پوچھا کہ مسٹر عون کس طرح سے ملے کیا گفتگو ہوئی ۔ سب کے چہروں پر خوشی نمودار تھی ۔ ہنس رہی تھیں ۔ سب نے چائے پی ۔ قوالنیوں نے مبارکباد گانا شروع کیا ۔ مسز جیکشن نے ایک غزل کی فرمائش کی ۔

مسز عون ۔ میری پیاری استانی جی آپ ضرور کچھ گائیے ۔

استانی جی ۔ (مسکراکر) اس کی بھی ایک ہی کہی ۔ کبھی مجھ کو گاتے سُنا ہے جو آج گاؤں ۔

مسز عون ۔ اگر آپ گانا نہیں چاہتی ہیں تو ایک غزل کی فرمائش ہی سہی ۔

استانی ۔ تو بیٹی تم تو میرے سر ہو گئیں ۔ اچھا ایک غزل کی فرمائش کرتی ہوں ۔ جو مجھ دُکھیا کے مذاق کے موافق ہے ۔

غزل

کوئی بھی آئیگا تربت پہ بھلا میرے بعد
خاک آ آ کے اڑائیگی صبا میرے بعد

جیتے جی قدر کسی نے بھی نہ جانی افسوس
یاد کر روئیگا پھر کون بھلا میرے بعد

سب یہ منہ دیکھے کی باتیں ہیں کہاں کی اُلفت
یاد کرنے کا نہیں اہل جفا میرے بعد

قوم نے قدر نہ کی رہ گئی حسرت دل میں
میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد

زندگی میں تو صلہ میں نے نہ پایا ہرگز
کام سب میرے ہوں مقبول خدا میرے بعد

فاتحہ پڑھنے کو آئے تو بہت رو رو کر　　بخشدے اسکو خدا اس نے کہا میرے بعد
یہ وصیت ہے اگر مجھ سے ہے الفت جسکو　　پھول تربت پہ چڑھا جائے ذرا میرے بعد
پوچھتی تم سے حیا ہے یہ بتا دو مجھکو
اب نہیں آتے ہو پھر آؤگے کیا میرے بعد

مسز عون۔ یہ بتایئے استانی جی آپ نے قومی کون سے کام کئے جن کے صلہ کی طالب ہیں شاید غدر کے زمانہ میں کچھ کئے ہوں۔

استانی جی۔ میں نے یہ کب کہا کہ میں قوم کی خدمت کرتی ہوں۔ جن کی یہ غزل ہے انہوں نے کی ہو۔

مسز عون۔ (سارا سے) مسز جیکسن سے آپ کی یورپ کی دوستی کیسی۔

سارا۔ جب میرے شوہر پونہ میں تھے تو رخصت لیکر یورپ گئے تھے میں بھی ان کے ساتھ گئی تھی وہاں ملاقات ہوگئی تھی۔ ہاجرہ کی اور ان کی ماں کی دوستی پونہ کی ہے۔ ان کی والدہ ہوا خوری کے لئے پونہ آیا کرتی تھیں

ہاجرہ۔ (مسز عون و سارا وغیرہ کو مخاطب کرکے) مجھے تین کاموں کی بڑی فکر ہے۔ خدا نے چاہا تو کرکے چھوڑ دونگی۔ ایک زنانہ تربیت گاہ حیدرآباد میں قائم کروں، تعلیم گاہیں یعنی مدرسے تو بفضل خدا بہت ہوگئے ہیں۔ لیکن تربیت گاہ کوئی نہیں ہے۔ جہاں لڑکیاں شبانہ روز رہیں۔ اور ان کے اوضاع واخلاق درست ہوں۔ خصوصاً غربا کی لڑکیوں کے دوسرے اس کی کوشش کیجائے کہ کمسن بیوہ عورتوں کا عقد ثانی کیا جائے ان کو ترغیب دی جائے۔ تیسرے ایسے شخص کو والدین لڑکی نہ دیں جس کی پہلی بیوی زندہ ہو اس کے لئے بڑی کوشش کرنی ہوگی (مسز عون سے) تم اپنے میاں کے ہمراہ جہاں جاتی ہو وہاں بھی

کوشش کرو ہم سب کو مل کر کوشش کرنی چاہئے' میرا تو یہ اصول ہے۔

قوم کی خاطر مجھے کرنا ہے کام   یا سفر ہو یا کہ ہو اپنا مقام
خدمت قومی کی خاطر ہیں جیتا   مستعد ہوں رات دن اور صبح وشام

بہن زندگی دوروزہ ہے جو کرنا ہے کرلینا چاہئے' اسی ہندوستان میں دوسری قومیں بھی ہیں مثلاً پارسی اور ہندو۔ یہ قومیں کہاں سے کہاں پہنچ گئیں اور ہم ہیں کہ مُنہ دیکھ رہے ہیں اول تو ہمارے مرد خود کاہل و بےحس ہیں پھر عورتوں کی جانب سے ان کی بے توجہی نے اور بھی مٹی خراب کی ہے۔ بعوض دل بڑھانے اور حوصلہ افزائی کے اگر کوئی عورت اچھا کام کرے تو نکتہ چینیاں ہوتی ہیں' برعکس ہمارے دوسری قومیں عورتوں کو اس لائق بناتی ہیں کہ وہ ان کی شریکِ کار ہوں' عورتوں کے کاموں کی قدر کیجاتی ہے۔

مسز عون۔ میں وعدہ کرتی ہوں آپ نے جن باتوں کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ میں ہر طرح سے آپ کی مدد کروں گی۔

سارا۔ مسز یوسف شاہ وغیرہ نے بھی وعدہ کیا کہ ہم بذریعہ تقریر وتحریک ان تحریکوں کو پھیلائیں گے۔ اور عملی جامعہ پہنائیں گے"

ہاجرہ۔ اب رخصت ہوتی ہوں ع پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔

یکے بعد دیگرے سب بیبیاں رخصت ہوئیں۔ مسٹر و مسز عون نے بقیہ زندگی ہنسی خوشی سے کاٹی۔

صغرا ہمایون مرزا
۱۹۲۶ء

ختم شُد

سرگزشت ہاجرہ پر رائیں

از آنریبل خان بہادر سر عبدالقادر بی۔اے بیرسٹرایٹ لا پریسیڈنٹ لیجسلیٹیو کونسل لاہور

بیگم ہمایوں مرزا صاحبہ کی یہ تازہ تصنیف ایک دلچسپ و نتیجہ خیز کہانی ہے اسمیں حیدرآباد دکن کی سوسائٹی کا نقشہ بھی نظر آتا ہے اور کئی اہم مسئلوں پر بھی ضمناً بحث کی گئی ہاجرہ ایک معزز گھرانے کی لڑکی ہے جسکی شادی ایک ایسے حیدرآبادی امیر سے ہوئی جو رنگ زمانہ کے مطابق شراب کے شائق اور عیش میں مصروف تھے مگر خوش تربیت لڑکی کے برتاؤ اور سلیقہ سے وہ رفتہ رفتہ شراب کی مستی اور عیش پرستی سے باز آگئے اور نہایت ذی دار شوہر بن گئے۔ ہاجرہ کی ایک سہیلی تھی جسکی شادی بھی ایسے ہی شوہر سے ہوئی تھی جو انواع و اقسام کی خرابیوں میں مبتلا اور اپنی بیوی سے بے پروا تھا ہاجرہ کے حالات سُن کر اس سہیلی کو خیال ہوا کہ وہ بھی اسی تدبیر سے اپنے گھر والے کو راضی کرے جس سے ہاجرہ کو کامیابی حاصل ہوئی تھی وہ پہلے اپنے شوہر سے بدسلوکی سے پیش آتی تھی۔ اب اس نے بھی حُسن سلوک کا نتیجہ آزمایا اور مفید پایا اس سہیلی کا نام مسز عون تھا۔ ان کی ایک اور سہیلی سارا اس صلاح و مشورہ میں شریک تھی جب آپ بیتی سُنانے کا سلسلہ چلا تو سارا نے اپنی کہانی سُنائی ایک جہاندیدہ بڑھیا جسے حکمت اُستانی کہتے تھے ان سے ملنے آئی سب نے اسے مجبور کیا کہ وہ بھی اپنی کہانی سُنا کر اس زنانا چار درویش کو مکمل کرے۔ ان چار سادہ کہانیوں کو جو سلیس اُردو میں بیان کی گئی ہیں۔ بیگم ہمایوں مرزا صاحبہ کی صنعت نے ایک دوسرے سے مربوط کرکے یہ کتاب مہیا کی ہے جو لڑکیوں کیلئے مفید اور پڑھنے کے لائق ہے باتوں باتوں میں کئی اخلاقی سبق اس سے حاصل ہو سکتے ہیں اور کئی ملکی مسئلے معقولیت کے ساتھ اسکی گفتگوؤں میں حل ہوگئے ہیں، بیگم ہمایوں مرزا صاحبہ کی یہ ادبی کوشش قابل داد ہے۔

جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب بلگرامی المخاطب بہ نواب مہدی یار جنگ بہادر ایم۔اے صدر المہام حیدرآباد دکن

میں نے "اُجرہ کی سرگزشت" کو تمام و کمال دیکھا اور اس کے مطالعہ سے نہ صرف محظوظ بلکہ مستفید بھی ہوا۔ مثل مشہور ہے کہ جگ بیتی سے آپ بیتی بھلی ہوتی ہے۔ پس اس کتاب میں اجرہ اور دوسری مختلف عورتوں کی زبانی ان کے ذاتی سوانح اور ان کی زندگی کے عملی تجربے جو بیان کئے گئے ہیں اور جس میں شریف بیبیوں کے لئے بہت سے عملی نصائح اور کارآمد اور سودمند باتیں موجود ہیں وہ آپ بیتی کے پیرایہ میں ہونے کی وجہ سے خاص طور پر موثر اور دلچسپ ہیں۔ ماحصل اس تصنیف کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ محض کتابی تعلیم اور رٹا ہوا علم بی بیوں کیلئے کافی نہیں۔ یہ زندگی عملی ہے اور علم بلا عمل کے بیکار ہے۔ پس لڑکیوں کو جو ایک دن شوہر والی اور گھر بار والی ہونے کو ہیں لازمی ہے کہ کتابی تعلیم کے علاوہ ایسی تربیت بھی حاصل کریں جو ان کو انکی زندگی میں حصہ لینے کے اہل بنائے اور ان میں ایسی صلاحیت پیدا کرے کہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ عمدگی سے نباہ کرسکیں اور اپنے گھر بار کو سلیقہ اور کفایت شعاری سے چلائیں پس یہ کتاب مستورات کیلئے عموماً اور مسلمان بی بیوں کے لئے خصوصاً ایک عمدہ رہنما کا کام دے سکتی ہے۔ اور ان کو ان غلطیوں سے بچا سکتی ہے جس کی وجہ سے شادی شدہ لوگوں کی زندگی بے لطف یا زن و شوہر میں آپس میں ناچاقی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، ان خوبیوں پر مزید لائق مصنفہ کا طرز تحریر ہے جسمیں ایک خاص دلکش انداز پایا جاتا ہے اور ان کے اکثر تصنیفات کا خاصہ ہے۔ عبارت سہل اور بامحاورہ ہے۔ استعارہ کنارہ اور ثقیل الفاظ کی بھرمار سے پرہیز کیا گیا ہے، نفس مضمون کی معقولیت اور سنجیدگی پر عبارت کی یہ شستگی گویا سونے پر سہاگا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خواتین قوم اس تصنیف سے بہت لطف اور فائدہ اٹھائیں گی۔

نواب فصاحت جنگ بہادر حافظ جلیل حسن صاحب جلیل استاد حضور نظام

بیگم صاحبہ مولوی سید ہمایوں مرزا صاحب بیرسٹرایٹ لانے سرگزشت ہاجرہ کے نام سے ایک مفید اور قابل مطالعہ کتاب قصہ کے پیرایہ میں تالیف کی ہے مستورات کے اخلاق و تربیت کی یہ رہبر کامل ہے میں نے شروع سے آخر تک اس کو نہایت دلچسپی سے پڑھا۔ میری رائے میں شریف لڑکیوں اور بی بیوں کے مطالعہ میں یہ لاجواب کتاب ضرور رہنا چاہیے' لائق مصنفہ نے درحقیقت اس کتاب کی تالیف اور اشاعت سے مسلم طبقۂ اناث پر بڑا احسان کیا ہے' طرز بیان اور زبان کی درستی قابل داد ہے۔

محترمہ بیگم صاحبہ آنریبل سر عبدالقادر صاحب بیرسٹرایٹ لا سابق جج ہائیکورٹ لاہور

مبارک ہیں وہ بی بیاں جن کے دلوں میں قومی بہنوں کی ہمدردی اور صلاح کا احساس ہے اور اپنی قابلیت خداداد سے اپنا قیمتی وقت اس کار خیر میں دلی شوق سے صرف کرتی ہیں۔

ہماری قابل بہن بیگم ہمایوں مرزا صاحب پہلے بھی کئی مفید کتابیں لکھ چکی ہیں ان کی یہ تازہ تصنیف موسومہ سرگزشت ہاجرہ جس کا پروف میرے سامنے ہے نہایت اچھی اور دلچسپ کتاب ہے۔ قابل مصنفہ نے مختصراً ہر پہلو پر لکھ کر اپنی قابلیت اور باریک بینی کا ثبوت دیا ہے اور ہر قسم کے نقائص کی بڑی خوبی سے قصہ کے پیرایہ میں اصلاح کی ہے' زبان شستہ اور سلیس اور عام فہم ہے۔ زنانہ لٹریچر میں ایسی مفید کتاب کا اضافہ کرکے بہن صاحبہ موصوفہ نے

لڑکیوں پر بڑا احسان کیا ہے ایسی کتابیں لڑکیوں کے نصاب میں شامل ہونی چاہئیں۔

میری دُعا ہے کہ بہن کی عمر و ہمت میں خدا برکت دے اور ان کی تصنیف کو درجہ قبولیت حاصل ہو۔

شاعر جادو نگار ڈاکٹر سر محمد اقبال بیرسٹرایٹ لا

سرگزشت ہاجرہ" مستورات کے لئے نہایت مفید ہے طرزِ بیان بھی سادہ اور موثر و دلکش ہے۔

یاد رکھو عمل کرو

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

(۱) اگر میاں بی بی میں نااتفاقی ہو تو سرگزشت ہاجرہ کو عورت و مرد دونوں پڑھیں اگر مرد کو فرصت نہ ہو تو عورت کو تو ضرور پڑھنا چاہئیے۔ اسکے پڑھنے کے بعد ہاجرہ کی طرح عورت کی زندگی ہو جائیگی۔ آپسمیں ایسی محبت و الفت ہو گی آخروقت تک میاں بی بی لیلا مجنوں سے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

(۲) جو عورت کہ فضول خرچ ہو وہ اگر یہ کتاب پڑھے تو کفایت شعار سلیقہ مند ہو جائے گی۔

(۳) اگر بیمار کے سامنے پڑھے تو اسکے خیالات بیماری سے دور اور وہ جلد صحت پائیگا۔ انشاء اللہ

(۴) ناکتخدا لڑکیوں کو اس کتاب کے پڑھنے سے جلد شادی ہو جاتی ہے اور انکی زندگی مثل ہاجرہ کے کامیاب رہے گی۔ یہ کتاب چھ بار شائع ہو چکی ہے۔

منیجر مطبع